خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

(حصہ سوم)

تألیف

پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مُجدّدِی مدظلہ العالی

تخریج و حواشی

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم

رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:32439799

نام کتاب	:	خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
مؤلف	:	حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مجددی مدظلہ
تخریج وحواشی	:	حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم
نظر ثانی	:	حضرت علامہ مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ
		حضرت مولانا محمد عابد قادری
سن اشاعت	:	ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ/اپریل ۲۰۱۰ء
تعداد اشاعت	:	۳۰۰۰
ناشر	:	جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

یہ کتاب پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مُجدّدی مدظلہ العالی کی تالیف کردہ ہے جسے آپ نے امام عشق و محبت امام اہلسنّت امام احمد رضا کے مشہور شعر کا ایک مصرعہ ''خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ'' کا عنوان دیا اور اسے ہی بنیاد بنا کر ایک مجموعہ تیار کیا جس کی تصحیح و تعلیق و تخریج کا کام ہمارے ادارے کے دارالافتاء کے سربراہ اور ہمارے مدرسہ ''جامعۃ النور'' کے شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے بڑی محنت سے انجام دیا ہے۔

اس ماہ اس کا تیسرا حصہ شائع کیا جا رہا ہے بقیہ آخری حصہ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے ماہ شائع ہوگا۔ جمعیت اشاعت اہلسنّت اسے اپنے سلسلۂ مفت اشاعت کے 193 ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلف اور محشی اور اراکین ادارہ کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ اور اسے عوام و خواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

محمد عرفان المانی

Ishaate Islam

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۔	آیت نمبر 32	9
۲۔	شانِ نزول	9
۳۔	رئیس المنافقین کی گستاخی	9
۴۔	حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب	9
۵۔	رئیس المنافقین کا بیٹا اور محبت رسول اللہ ﷺ	10
۶۔	اللہ تعالیٰ کی عزت	11
۷۔	رسول اللہ ﷺ کی عزت	11
۸۔	مومنوں کی عزت	12
۹۔	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سورج	12
۱۰۔	حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دریائے دجلہ	12
۱۱۔	منافقین کی ذلت	13
۱۲۔	حضور ﷺ کو عیب لگانے والے کا انجام	14
۱۳۔	گستاخِ رسول ﷺ کا انجام	14
۱۴۔	بدمذہبوں سے الگ رہو	15
۱۵۔	بدمذہب بیمار ہو تو عیادت نہ کرو	15
۱۶۔	بدعقیدہ مرجائے تو اُس کے جنازے میں نہ جاؤ	15
۱۷۔	بدعقیدہ ملے تو سلام نہ کرو	16
۱۸۔	بدمذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھو، نہ انہیں اپنے پاس بٹھاؤ	16

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۹۔	بدمذہبوں کے ساتھ نہ پیو	16
۲۰۔	بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ	16
۲۱۔	اُن سے شادی بیاہ نہ کرو	16
۲۲۔	بدعقیدہ کے ساتھ نماز نہ پڑھو	17
۲۳۔	بدعقیدہ کا بیان سننا منع ہے	17
۲۴۔	حضور ﷺ بدمذہبوں سے بیزار ہیں	17
۲۵۔	بدمذہب کے رُو برو تُرش رُوئی کا حکم	17
۲۶۔	اللہ تعالیٰ بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے	17
۲۷۔	کیا بدمذہب کی صحبت کا اثر ہوتا ہے؟	17
۲۸۔	بدمذہبوں کی صحبت زہر قاتل ہے	19
۲۹۔	بدمذہب کے ساتھ بیٹھنا دلوں کو بیمار کرتا ہے	19
۳۰۔	اہلِ اسلام کو حضرت ابو قلابہ کی نصیحت	19
۳۱۔	اسلاف بدعقیدہ سے نکاح، اُس کے پیچھے نماز وغیرہا سے منع فرماتے تھے	19
۳۲۔	بدمذہب کی تعظیم کا گناہ	20
۳۳۔	بدمذہب بتوں کے بارے میں نازل شُدہ آیات اہلِ ایمان پر چسپاں کرتے ہیں	21
۳۴۔	عافیت کی راہ	21
۳۵۔	اسلاف کا بدمذہب کے ساتھ معاملہ	22
۳۶۔	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدمذہب کے ساتھ معاملہ	22
۳۷۔	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بدمذہب کے ساتھ معاملہ	22
۳۸۔	بدمذہب کے سلام کا جواب	23
۳۹۔	حضرت سعید بن جبیر کا بدمذہب کے ساتھ معاملہ	23

Ishaate Islam

۴۰۔ حضرت ابن طاؤس کا بدمذہب کے ساتھ معاملہ 23

۴۱۔ حضرت سعید بن جبیر کی بدمذہب سے نفرت 23

۴۲۔ حضرت ایوب سختیانی کا بدمذہب کے ساتھ معاملہ 24

۴۳۔ حضرت ابن المبارک کی بدمذہب سے نفرت 24

۴۴۔ حضرت محمد بن سیرین کا مذہب کے ساتھ معاملہ 24

۴۵۔ ابوالجوزی کی بدمذہب سے نفرت 25

۴۶۔ یحیٰی ابن کثیر کا بدمذہب کے بارے میں قول 25

۴۷۔ حضرت فُضیل کے بدمذہب کے بارے میں اقوال 26

۴۷۔ بدمذہب کی نماز، روزہ، صدقہ، حج وغیرہا کوئی عمل قبول نہیں 27

۴۹۔ گمراہی کی ایک وجہ بزبان مصطفیٰ ﷺ 27

۵۰۔ بدعقیدہ لوگوں سے بحث مباحثہ نہ کیا جائے 28

۵۱۔ بغیر علم کے دینی بحث مباحثہ کرنے والوں کا حال 29

۵۲۔ امام مالک کا ایک بدمذہب سے مکالمہ 29

۵۳۔ امام حسن بصری کا ایک بدمذہب سے مکالمہ 30

۵۴۔ بدمذہب کی کوئی غیبت نہیں 30

۵۵۔ بدمذہب کی کوئی عزت وحُرمت نہیں 31

۵۶۔ آیت نمبر 33 31

۵۷۔ شانِ نزول 32

۵۸۔ ”نون“ اور ”قلم“ سے مراد 32

۵۹۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب کی شان میں قسم ارشاد فرمانا 33

۶۰۔ گستاخ ولید بن مغیرہ کے عیوب کا تذکرہ قرآن میں 35

۶۱۔ حضور ﷺ کا ثواب کبھی بند نہ ہوگا 36

۶۲۔ نیکی کرنے والے کی نیکی کا ثواب اُسے اور اس کے مُرشد کو الخ 36

۶۳۔ اُمت کے نیک اعمال کا ثواب نبی کریم ﷺ کو پہنچتا ہے 36

۶۴۔ خُلقِ مصطفیٰ ﷺ اور قرآن کریم 38

۶۵۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں 42

۶۶۔ قیامت میں حُسنِ اخلاق کا مقام 43

۶۷۔ بے ہودہ گوئی، زبان درازی، تکبر ناپسندیدہ ہیں 43

۶۸۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت 43

۶۹۔ جانور کا اعترافِ عظمت 44

۷۰۔ حضور ﷺ سب سے بڑھ کر حسین تھے 44

۷۱۔ فتحِ مکہ کے روز سردارانِ قریش 45

۷۲۔ آیت نمبر 34 46

۷۳۔ قیامِ لیل کا حکم 46

۷۴۔ نمازِ تہجد سنّنِ زوائد سے ہے یا مؤکدہ؟ 47

۷۵۔ نمازِ شب کے التزام کا حکم 48

۷۶۔ نماز میں قرأت کی کتنی مقدار واجب ہے؟ 48

۷۷۔ امام کی اقتداء میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم 48

۷۸۔ صحابہ کرام کے نزدیک حضور ﷺ کے افعال کی پیروی 49

۷۹۔ صحابہ کرام اور اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ 50

۸۰۔ آیت نمبر 35 52

۸۱۔ شانِ نزول 52

۸۲۔ منکرینِ سنّت کا رد 54

۸۳۔ قرآن کریم میں ذکرِ خُدا کے ساتھ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ 55

Ishaate Islam

۸۴۔ اسماء المصطفیٰ ﷺ 57

۸۵۔ آیت نمبر 36 59

۸۶۔ شانِ نزول 59

۸۷۔ ''والضحیٰ'' سے مراد 60

۸۸۔ حضور ﷺ کی عظمت کا ایک واقعہ 61

۸۹۔ آیت نمبر 37 62

۹۰۔ اللہ تعالیٰ کا کریمانہ وعدہ 63

۹۱۔ ذکرِ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ 64

۹۲۔ حضور ﷺ کی رضا 65

۹۳۔ آیت نمبر 38 67

۹۴۔ تشریح 68

۹۵۔ حضور ﷺ کا علم 68

۹۶۔ حبیب اللہ اور کلیم اللہ میں فرق 69

۹۷۔ جہاں ذکرِ خدا وہاں ذکرِ مصطفیٰ ﷺ 71

۹۸۔ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ و ذکرِ صحابہ، ذکرِ خدا ہے 72

۹۹۔ ایمان کا مکمل ہونا اِس پر موقوف ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور ﷺ کا ذکر ہو 72

۱۰۰۔ ﴿وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ کی تفسیر حضور غوث اعظم کی زبانی 73

۱۰۱۔ ﴿وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ کی تفسیر امام رازی کی زبانی 74

۱۰۲۔ ﴿وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ کی تفسیر علامہ آلوسی کی زبانی 76

۱۰۳۔ ﴿وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ کی تفسیر مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی زبانی 76

۱۰۴۔ اذان اور رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ 76

۱۰۵۔ حضرت کعب احبار کی روایت 77

۱۰۶۔ فخرِ دو عالم ﷺ کی فضیلت بزبانِ حافظ ابی نعیم 78

۱۰۷۔ قرآن کریم میں نو مقامات 79

۱۰۸۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے معاملہ کو اپنا معاملہ فرمایا 81

۱۰۹۔ یحییٰ بن آدم کے نزدیک رفعتِ ذکر سے مراد 81

۱۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کی عزّت وعظمت پر حجت 81

۱۱۱۔ ﴿وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ کا مطلب امام جعفر صادق کی زبانی 82

۱۱۲۔ آیت نمبر 39 84

۱۱۳۔ شانِ نزول 84

۱۱۴۔ ''کوثر'' کی تفاسیر 85

۱۱۵۔ ''شانی'' اور ''ابتر'' کا معنی 90

۱۱۶۔ آیت نمبر 40 91

۱۱۷۔ شانِ نزول 91

۱۱۸۔ ابولہب کی عداوت کا ایک واقعہ 93

۱۱۹۔ عتیبہ بن ابی لہب کی گستاخی کا انجام 94

۱۲۰۔ ابولہب کی عبرتناک موت 94

۱۲۱۔ ابولہب کی بیوی اُمِّ جمیل کی عداوت 95

۱۲۲۔ اُمِّ جمیل کا انجام 96

۱۲۳۔ سورۂ لہب کے نزول پر اُمِّ جمیل کی برہمی 96

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

۳۲۔ ﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۠﴾ (۱)

ترجمہ: کہتے ہیں ہم مدینہ پھر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذِلّت والا ہے، اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ (کنز الایمان)

شانِ نُزول: نبی کریم ﷺ جب غزوۂ مریسیع سے فارغ ہو کر ایک کنوئیں کے قریب قیام فرمایا تو وہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم جہجاہ غفاری اور عبد اللہ بن اُبی منافق کے دوست سنان ابن وبر جُہنی میں لڑائی ہوگئی اُس وقت عبد اللہ بن اُبی منافق نے سنان کی طرفداری کی اور کہنے لگا کہ مدینہ پہنچ کر ہم عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے اور حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخانہ باتیں کیں، اور اپنی قوم سے کہنے لگا اگر تم اِن مکہ والوں کو اپنا پس خوردہ (یعنی جھوٹا) نہ کھانے دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں از خود مدینہ سے بھاگ جائیں گے، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو وہاں موجود تھے) کو یہ سُن کر تاب نہ رہی، انہوں نے اُس منافق سے فرمایا کہ تو ہی ذلیل ہے، رسول اللہ ﷺ کے سر پر تو معراج کا تاج ہے، رحمٰن نے اُن کو قوت اور عزّت دی ہے، ابن اُبی کہنے لگا چُپ رہو میں تو یہ باتیں ہنسی اور مذاق سے کہہ رہا تھا، زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تک پہنچائی، نبی کریم ﷺ نے عبد اللہ بن اُبی منافق سے پوچھا کہ کیا تو نے یہ کہا تھا، وہ قسم کھا گیا کہ میں نے نہیں کہا، اِس پر اُس کی قوم کے لوگوں نے عرض کیا، عبد اللہ ابن اُبی بوڑھا آدمی ہے جھوٹ نہیں بول سکتا، زید کو دھوکا ہوگیا ہوگا، تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں عبد اللہ ابن اُبی منافق کا جھوٹ ظاہر ہوگیا اور زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت بیان فرمائی گئی۔ (۲)

۱۔ سورة المنافقون: ۸/۶۳

۲۔ اِس آیت کا شانِ نُزول "صحيح البخاري" کے كتاب التفسير، باب قوله ﴿ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ﴾ الآية (٦)، برقم: ٤٩٠٥، ٣٠٥/٣، و باب قوله: ﴿ لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ ﴾ الآية (٨)، برقم: ٤٩٠٧، ٣٠٦/٣ میں اور تفسير الطّبري، سورة (٦٣) المنافقون، الآية: ٨، ١٠٦/١٢، ١٠٧، ١٠٨ میں اور أسباب نُزولِ القرآن للواحدي، برقم: ٨٢١، ص ٤٥١، ٤٥٢، ٤٥٣ میں اور لباب النقول في أسباب النُّزول للسيوطي، ص ٣٢٩ وغیرھا میں مذکور ہے۔

علامہ اسماعیل حقّی نے اِس آیت کے تحت بیان فرمایا کہ عبد اللہ ابن اُبی کا فرزند جلیل القدر صحابی تھا جن کا نام بھی عبد اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھا، جب اُس کو یہ خبر پہنچی کہ میرے باپ نے ایسا ملعون کلمہ منہ سے نکالا ہے تو انہوں نے مدینہ منورہ کے دروازہ پر اپنے باپ ابن اُبی منافق کو پکڑا اور تلوار نکال لی، مدینہ پاک میں جانے سے اُسے روک دیا، اور کہا اے میرے باپ! تو اقرار کر کہ اللہ اور اُس کا رسول ﷺ عزّت والے ہیں، اور میں ذلیل ہوں، ورنہ ابھی تیری گردن ماردوں گا، چنانچہ ڈر کے مارے ابن اُبی منافق نے اقرار کیا کہ میں ہی ذلیل ہوں، اللہ عزّ وجلّ و رسول اللہ ﷺ عزّت و تعظیم والے ہیں، یہ واقعہ سُن کر نبی کریم ﷺ نے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعائیں دیں۔

اور دعا کے کلمات مندرجہ ذیل ہیں:

"جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ رَسُوْلِهٖ وَ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا" (۳)

یعنی، اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور مومنوں کی جانب سے تجھے اچھی جزا عطا فرمائے۔ (٤)

۳۔ تفسير روح البيان، سورة (٦٣) المنافقين، الآية: ٨، ٩/ ٦٣٠

٤۔ اسی طرح امام طبری نے اپنی "تفسير" (سورة المنافقون، الآية: ٨، برقم: ٣٤١٧١، ١٠٦/١٢) میں الفاظ کے کچھ اختلاف سے روایت کیا ہے اور حافظ نور الدین ہیثمی نے "كشف الأستار" (کے كتاب علامات النّبوّة، باب مناقب عبد الله بن عبد الله بن أبي، برقم: ٢٧٠٨، ٢٦٠/٣) میں روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ کے رسول! اگر میں آپ چاہیں تو میں اس کا سر لا کر آپ کی بارگاہ میں پیش کردوں الخ، اور علامہ نور الدین ہیثمی نے اسے اپنی کتاب "مجمع الزوائد" (کے كتاب المناقب، باب في مناقب عبد الله بن عبد الله بن أبي رضي الله عنه، برقم: ١٥٧٦١، ٣٩٠/٩) میں نقل کیا اور لکھا کہ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقات ہے، علامہ نور الدین ہیثمی نے "مجمع الزوائد" کے مذکور کتاب کے مذکور باب میں (برقم: ١٥٧٥٩، ٣٩٠/٩) میں امام طبرانی کے حوالے سے روایت نقل کی جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ بنی مصطلق سے واپس تشریف لائے تو ابن عبد اللہ بن اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور اپنے باپ (رئیس المنافقین ابن اُبی) پر تلوار نکال لی اور فرمایا کہ میں اسے اس وقت تک نیام میں نہیں ڈالوں گا جب تک تُو یہ نہ کہے (میرے آقا و مولیٰ) حضرت محمد ﷺ اعزّ (زیادہ عزت والے) اور میں اَذلّ (ذلیل ترین) ہوں تو اس کے باپ نے (خوف کے بارے) کہا تیرے لئے ہلاکت ہو،

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لئے عزّت ثابت ہوئی، عزّت کے معنی ہیں غلبہ اور قوت اور حقیقت بھی یہی کہ غلبہ اللہ جلّ وعلا و رسول اللہ ﷺ اور اُن کی مدد سے مسلمانوں کو ہی ہے اور قیامت تک رہے گا۔

اللہ کی عزّت تو یہ ہے کہ کائنات میں کوئی کام اللہ عزّ وجلّ کے ارادہ کے بغیر نہیں ہو سکتا، وہی عظمت والا، وہی حقیقی قُدرت والا، اُس کی قاہرہ حکومت ہے، وہی سب کا والی و مددگار ہے، جسے وہ عزّت دے اُسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا، جسے وہ ذِلّت دے، اُس کو کوئی عزّت نہیں دے سکتا اُس کی عظمت ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی سب کو فنا، وہ باقی، سب اُس کے محتاج وہ غنی جلّ جلالہٗ و عزّ شانہٗ

رسول اللہ ﷺ کی عزّت یہ ہے کہ انہیں خرابیٔ خاتمہ کا ڈر نہیں، اُن کے پروردگار نے اُنہیں عزّت و شفاعت دی، اُن کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمایا، اللہ اُن کو کافی، اُن کو مخلوق میں سے کسی کی حاجت نہیں بلکہ سب اُن کے حاجت مند ہیں، اُن کی تعظیم ربّ کی تعظیم ہے، اُن کی اہانت اللہ تعالیٰ کی اہانت ہے، اُن کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اُن کی مخالفت ربّ جلّ وعلا کی مخالفت، اُن کی ذات مظہرِ ذاتِ الٰہی، تمام گنہگاروں کو اُن کے درِ پاک پر حاضری کا حکم، دنیا کی ہر چیز پر اُن کی حکومت، جانور پتھر اور درخت وغیرہ اُن کے سلامی، جن و انس و فرشتے اُن کے دعا گو، عالَم کے سلاطین اُن کے در کے بھکاری، جبریل علیہ السّلام اُن کے درِ پاک کے خادم، عرش پر اُن کا پایۂ تخت، وہ عرش کے مسند نشین، بروزِ قیامت سب کی نگاہِ تمنا اُن کے ہاتھوں کو تکے گی، بس اُن کو جو عزّت ملی اُن کا دینے والا جانے یا لینے والے محبوب ﷺ جانیں، ہم جانتے ہیں تو بس اتنا جانتے ہیں کہ:

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے　　ہے اُس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

حضرت محمد ﷺ اعز ہیں اور میں اذل (ذلیل ترین) ہوں، پس رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ کو (اپنے غلام کا یہ فعل) اچھا لگا اور اُن سے اسے قبول فرمایا، اور یہ حدیث شریف نقل کی کہ حضرت ابن عبداللہ بن ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے اپنے باپ (رئیس المنافقین) کو قتل کرنے کی اجازت چاہی تو حضور ﷺ نے فرمایا "اپنے باپ کو قتل نہ کر" اور لکھا اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح ہیں۔ (بـرقـم: ۱۵۷۶۰، ۹/۳۹۰)

سارے اُونچوں میں اُونچا سمجھتے جسے　　ہے اُس اُونچے سے اُونچا ہمارا نبی
اپنے مولانا کا پیارا ہمارا نبی　　دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

(حدائقِ بخشش)

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ یَا سَیِّدَ الْبَشَر　　مِنْ وَّجْهِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ　　بعد از خُدا بزرگ تُوئی قِصّہ مختصر

مومنین کی عزّت یہ ہے کہ جہنم میں ہمیشہ کے عذاب سے محفوظ ہیں، اپنے ربّ کے سچے بندے اور وفادار رعایا ہیں، اُن کے سامنے دینی لحاظ سے قومیں ذلیل و خوار ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کریم کے صدقہ مؤمنین کو بھی عزّت کا تمغہ عطا فرما دیا۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑا سی رہے تھے، سورج اپنے پورے جوبن پر تھا، گرمی بہت تھی، حضرت عمر فاروق نے سورج سے فرمایا محمد ﷺ کے غلاموں پر اتنی شِدّت، فوراً سورج کی گرمی کی شدت کم ہوگئی۔(۵)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قادسیہ کی فتح کے بعد جب دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے تو دجلہ پر پُل ٹوٹا ہوا پایا، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارے مجاہدین کو دریا میں کودنے کا حکم ارشاد فرمایا، لیکن سب سے پہلے اپنے گھوڑے سمیت خود دریا میں کود پڑے، مجاہدین نے جب سپہ سالار کا گھوڑا دریا میں دیکھا سب کے سب دریا میں کود پڑے، اللہ اکبر! کیا شان ہے غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی، جب تمام مجاہد پار کر گئے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجاہدین کو جمع کر کے فرمایا کہ کیا کسی مجاہد کی کوئی چیز دریا میں تو نہیں گری، ایک غریب مجاہد نے عرض کی کہ حضور میرا پانی پینے کا پیالہ پانی میں گر گیا ہے، یہ سُن کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریا سے خطاب فرمایا، اے دریا! میرے ایک ساتھی کا پیالہ تیرے پاس ہے وہ ہمیں واپس کر دے، یکا یک ایک موج نے پانی کا پیالہ باہر پھینک دیا، کسی مجاہد نے عرض کیا حضور دریا کب سے آپ کا حکم مانتا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا، اے جماعتِ مجاہدین! جس دن سے میں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مکرم ﷺ کا حکم ماننا

۵۔　سرکارِ اعظم ﷺ کی غلامی پر اللہ تعالیٰ کا انعام، ص ۱۳ بحوالہ بحر العلوم شرح مثنوی

شروع کر دیا، اُسی دن سے ساری کائنات میرا حکم مانتی ہے۔(۶)

مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں:

اُن کے جو ہم غلام تھے خَلق کے پیشوا رہے اُن سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

(دیوانِ سالک)

حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایمان لائے تو آپ نے اپنی غلامی کا حق ادا کر دیا، آقائے دو جہاں ﷺ کی محبت میں ایسے سرشار ہوئے کہ بس سب سے منہ پھیر لیا، اور حضور ﷺ کے ہو کر رہ گئے، ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرے، آقائے دو جہاں ﷺ کسی سے مُحوِ گفتگو تھے، بغیر سلام کئے گزر گئے، جب واپس آئے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: ''حارثہ! تم نے ہمیں سلام کیوں نہ کیا''۔

عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ایک شخص سے محوِ گفتگو تھے، میں نے مناسب نہ سمجھا کہ درمیان میں دخل اندازی کروں، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: ''کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا؟''، عرض کی، ہاں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا ''وہ جبریل آمین تھے، کہہ رہے تھے اگر یہ سلام کرتا تو ہم بھی سلام کا جواب دیتے''۔

حضرت حارثہ ایک مرتبہ دربارِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے، حضور ﷺ نے فرمایا:

كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثَةُ

اے حارثہ! آج کس حال میں صبح کی۔

عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اِس حال میں صبح کی کہ مجھے یقین ہے کہ میں

۶۔ اِس واقعہ کو امام واقدی نے اپنے ''مغازی'' میں ذکر کیا ہے جیسا کہ ''نثر الدُّرر'' (ذکر فتوح عراق، بیان حال مسلمانان در حین گزشتن شان از دجلہ ص۷۷۲، ۷۷۳) میں ہے اور علامہ ابو محمد احمد بن اعثم نے ''کتاب الفتوح'' (ذکر عبور المسلمین الدّجلۃ ۱۔۲/۱۶۸) میں علامہ ابو الربیع سلمان حِمیری نے ''الاکتفاء'' کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات کے ضمن میں ''ذکر فتح المدائن'' (۲/۵۱۳) میں علامہ ابن کثیر نے ''البدایۃ النھایۃ'' (کے ۱۶ھ کے واقعات میں ذکر فتح المدائن کے تحت، ۵/۱۳۵، ۱۳۶) میں اور علامہ عصفری نے اپنی تاریخ بنام ''تاریخ خلیفہ بن خیّاط'' کے ۱۵ھ کے واقعات (ص۹۱) میں کچھ اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

مومن ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا، ''تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟'' عرض کی، یا رسول اللہ! گویا میں اپنے ربّ تعالیٰ کا عرش دیکھ رہا ہوں، اہلِ بہشت کو ایک دوسرے سے ملتے دیکھ رہا ہوں اور اہلِ جہنم کو اپنے گناہوں کے عذاب کی وجہ سے چیختے کراہتے دیکھ رہا ہوں، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ''یہ وہ بندہ ہے جس کے دل کو اللہ پاک نے مُنوّر کر دیا ہے''۔(۷)

منافقین کی ذِلّت

''مسلم شریف'' میں ہے ایک شخص کاتبِ وحی تھا کچھ ایسی پھٹکار پڑی مُرتد ہو گیا، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو عیب لگانے لگا، جب وہ مر گیا اور اُس کو دفن کیا تو زمین نے اُسے اپنے اندر قبول نہ کیا، باہر نکال کر پھینک دیا، گھر والے سمجھے شاید اصحابِ رسول ﷺ نے اُس کو نکال دیا، دوبارہ گہرا گڑھا کھود کر اُس میں دفن کیا پھر بھی زمین نے باہر پھینک دیا، غرض کئی بار اُس کے گھر والوں نے اُسے دفنایا، لیکن ہر بار زمین نے باہر نکال دیا۔(۸)

معلوم ہوا جسے دربارِ مصطفیٰ میں رسائی نہیں اُس کو کسی جگہ بھی امن نہیں۔ اے اللہ! دنیا و آخرت میں ہمیں اپنے محبوب کے دامن سے وابستہ رکھ، آمین

نزع میں، گور میں، میزاں پہ، سرِ پل پہ کہیں نہ چھٹے ہاتھ سے دامانِ معلیٰ تیرا

حضرت عُروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ و اُمّ کلثوم، ابولہب کے دو بیٹوں عُتبہ اور عُتیبہ کے نکاح میں تھیں، اُس وقت مشرکین سے نکاح حرام نہ تھا، جب ''سورۂ لہب'' نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق دے دو، ورنہ میں تم کو میراث سے محروم کر دوں گا، چنانچہ عُتیبہ نے تو بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر باادب معذرت کر کے طلاق دے دی، عُتبہ نے گستاخانہ طریقہ سے طلاق دی، اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول کریم ﷺ نے فرمایا، ''اے اللہ! کسی کتے کو عُتبہ پر مقرر فرما دے، جو اُس کو سزا دے''، عُتبہ یہ سُن کر کانپ گیا، اور آکر اپنے باپ کو بتایا، ابولہب نے کہا اب میرے بیٹے کی خیر نہیں محمد (ﷺ) کی دعا اُس کے

۷۔ مفتاح دار السّعادۃ

۸۔ صحیح مسلم، کتاب صفۃ المنافقین و آحکامھم، برقم: ۱۴/۷۱۴۔(۲۷۸۱)، ص۱۳۳۶

پیچھے پڑ گئی، ابولہب ہر طرح سے اُس کی نگرانی کرنے لگا، ایک بار عُتبہ مال لے کر شام کو روانہ ہوا، ابولہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ عُتبہ کو اپنے درمیان سُلایا کریں، ایک جگہ رات کو جنگل میں قیام کیا، رات کو سب سوگئے، جنگل سے ایک شیر نکلا، ہر ایک کا مُنہ سونگھنے لگا، جب عُتبہ کا منہ سونگھا تو اُسے چیڑ پھاڑ کر رکھ دیا۔(۹)

معلوم ہوا گستاخِ رسول ﷺ کے مُنہ سے ایسی گندی ہوا نکلتی ہے جسے جانور بھی پہچانتے ہیں کہ یہ گستاخِ رسول ہے، اس لئے آقائے دو جہاں ﷺ سے منافقوں کے پاس بیٹھنے، اُن کے ساتھ کھانے پینے، اُن کی عیادت، اُن کے جنازہ میں شرکت، اُن کی اقتداء میں نماز پڑھنے، اُن سے نکاح، غرض یہ کہ اُن کے ساتھ ہر قسم کے تعلق رکھنے سے منع فرمایا۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''اِن (بدمذہبوں) سے الگ رہو، انہیں اپنے سے دُور رکھو، کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں''۔(۱۰)

حضرت ابن عمر اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''گمراہ لوگ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مر جائیں تو اُن کے جنازے میں پر حاضر نہ ہو''۔(۱۱)

۹۔ تفسیر القرطبی، سورة (٥٣) النّجم، الآية ١۔١٠، ٨٣/١٧/٩
أيضاً تفسير روح المعانی، سورة (١١١) المسد، الآية: ١۔٣، ٦٤٨/١٠
أيضاً مدارج النّبوّة، قسم پنجم، وصل دختران آنحضرت عليه السلام، ٤٥٨/٢، ٤٥٩
أيضاً وسيلة الإسلام بالنّبیّ ﷺ، الباب الثّانی، الفصل الثّانی، ص ٦٢

۱۰۔ صحيح مسلم، المقدمة باب النّهی عن الرّواية عن الضّعفاء الخ، برقم: ١٧/٧ ۔ (٧)، ص ١٦

۱۱۔ سُنَن أبی داؤد، كتاب السُّنّة باب فی القدر، برقم: ٤٦٩١، ٤٦/٥ ۔ أيضاً المسند للإمام أحمد: ٨٦/٢
أيضاً السُّنَن الكبریٰ للبيهقی، كتاب الشّهادات، باب ما تردّ به الشّهادة، برقم: ٢٠٨٦٩، ٢٠٨٧، ٣٤٢/١٠
أيضاً السُّنّة لابن أبی عاصم، باب قول النّبیّ عليه السّلام الخ، برقم: ٣٣٨، ص ٧٤، و باب القدريّة مجوس هذه الأمة، برقم: ٣٤٧، ٣٤٨، ص ٧٧ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں یہ بھی ہے کہ ہیں کہ ''یہ دجال کی جماعت ہیں''۔

حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جب بیمار ہوں تو اُن کی عیادت نہ کرو اور جب مر جائیں تو اُن کی نماز جنازہ نہ پڑھو''۔(۱۲)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''جب انہیں ملو تو سلام نہ کرو''۔(۱۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو اور نہ انہیں اپنے پاس بٹھاؤ''۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا ''بدمذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھو اور وَ لَا تُفَاتِحُوْهُمْ''(۱۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ''اُن کے پاس نہ بیٹھو، ساتھ پانی نہ پیؤ، ساتھ کھانا نہ کھاؤ، شادی بیاہ اُن سے نہ کرو''۔(۱۵) ابن حبان کی روایت میں ہے ''اُن کے

۱۲۔ السُّنّة لابن أبی عاصم باب قول النّبیّ عليه السّلام الخ، برقم: ٣٣٧، ص ٧٤

۱۳۔ سُنَن ابن ماجة، المقدمة باب فی القدر، برقم: ٩٢، ٧٧/١
أيضاً السُّنّة لابن أبی عاصم، باب (٦٦) قول النّبیّ ﷺ الخ، برقم: ٣٣٧، ص ٧٤

۱۴۔ سُنَن أبی داؤد، كتاب السنّة باب فی القدر، برقم: ٤٧١٠، ٥٧/٥
أيضاً المسند للإمام أحمد: ٣٠/١
أيضاً السُّنّة لابن أبی عاصم، باب نهی النّبیّ ﷺ عن مجالسة أهل القدر، برقم: ٣٣٩، ص ٧٤
أيضاً شرح أصول اعتقاد أهل السنّة، سياق ما روی عن النّبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ١٨٦، ص ٥٤
أيضاً مسند أبی يعلی، مسند عمر بن الخطاب، برقم: ٢٤٥، ١٠٦/٢٤٦، ١٠٧، ص ٨٥، ٨٦ "وَ لَا تُفَاتِحُوْهُمْ" کا لفظ دو معنیٰ کا احتمال رکھتا ہے ایک یہ کہ اُن بدمذہبوں کو حَکم نہ بناؤ یعنی حاکم اگر بدمذہب ہو تو اپنا معاملہ اُس کے پاس نہ لے جائے، دوسرا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ بدمذہبوں کے ساتھ مناظرہ اور مجادلہ میں پہل نہ کرو، دیکھئے: تعليق سُنَن أبی داؤد، لعزّت عبيد الدّعّاس و عادل السيّد ٥٧/٥

۱۵۔ الضُّعفاء الكبير للعقيلی، ١٢٦/١

Ishaate Islam

جنازے کی نماز نہ پڑھو، اُن کے ساتھ نماز (۱۶) نہ پڑھو"۔(۱۷)

ہشام سے روایت ہے کہ امام حسن بصری فرمایا کرتے تھے کہ بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو اور اُن سے بحث و مباحثہ نہ کرو اور اُن سے نہ سنو۔(۱۸)

دیلمی نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، "میں اِن سے بیزار ہوں وہ مجھ سے بے علاقہ ہیں اُن پر جہاد ایسا ہے جیسا کہ کافرانِ تُرک و دَیلم پر"(۱۹)

اور ابن عسا کر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، "جب کسی بدمذہب کو دیکھو تو اُس کے رُوبرو اُس سے تُرش رُوئی کرو، اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے، اُن میں کوئی پُل صراط پر گزر نہ پائے گا بلکہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آگ میں گر پڑیں گے جیسے ٹِڈی اور مکھیاں گرتی ہیں۔(۲۰)

لوگ خیال کرتے ہیں ہم مسلمان ہیں ہم پر اُن کا کیا اثر پڑے گا لیکن نگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں اِس بات کی حقیقت زبانِ مصطفیٰ ﷺ سے سُنئے اور اُس پر عمل کیجئے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

۱۶۔ وہابیہ وغیرہا کی اقتداء میں نماز کے معاملے میں بہت سے لوگ غیر محتاط ہوتے ہیں اِن احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء نے اِس مسئلہ کو بھی حل فرما دیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے لہٰذا مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے نبی کے حکم پر عمل کرے۔

۱۷۔ کنز العمّال، برقم:۳۲۵۲۹، ۵۴۰/۱۱۔

أیضاً میزان الإعتدال، رقم الترجمة:۱۲۰۳، ۳۲۰/۱

رسول اللہ ﷺ کے اِن ارشادات کو امام ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور عقیلی اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۸۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة، سیاق ما روی عن النّبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲۴۰، ص ۶۳

أیضاً جامع بیان العلم و فضله، باب (۶۷) ما یکره فیه المناظرة و الجدل و المراء، برقم: ۲۰۹۲، ۱۹۴/۲

۱۹۔ فردوسُ الأخبار، برقم:۳۲۵۴، ۴۴۹/۲

۲۰۔ تاریخ مدینه دمشق لابن عساکر، ذکر من اسمه عمّار، عمّار بن الحسن الخ، برقم الترجمة: ۵۱۴۳، ۵۱۴۴، ۳۳۷/۴۳

مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ، فَوَ اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيْهِ وَ هُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ، فَيَتْبَعُهُ مِمَّا يُبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ (۲۱)

یعنی، جو دجّال کی خبر سُنے اُس پر واجب ہے کہ اُس سے دُور بھاگے کہ خُدا کی قسم آدمی اُس کے پاس جائے گا اور یہ خیال کرے گا کہ میں تو مسلمان ہوں (یعنی مجھے اِس سے کیا نقصان پہنچے گا) وہاں اُس کے دھوکوں میں پڑ کر اُس کا پیرو ہو جائے گا۔

اِس لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۲۲)

ترجمہ: تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔(کنز الایمان)

ایک اور حدیث پاک میں یوں ارشاد فرمایا:

يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ، يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ وَ لَا آبَاءُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَ إِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ (۲۳)

یعنی، آخر زمانہ میں دجّال کذّاب لوگ ہوں گے کہ وہ ایسی باتیں تمہارے پاس لائیں گے جو نہ تم نے سُنیں نہ تمہارے باپ دادا نے، تو اُن سے دُور رہو، اور انہیں اپنے سے دُور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

۲۱۔ سُنَن أبی داوٗد، کتاب الملاحم باب خروج الدّجّال، برقم:۴۳۱۹، ۳۲۲/۴

أیضاً المسند، للإمام أحمد ۴۳۱/۴

أیضاً نقله التّبریزی فی "مشکاته" فی الرّقاق أو کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی السّاعة و ذکر الدّجّال، الفصل الثّانی، برقم:۵۴۸۸، ۳۔۳۰۱/۴

۲۲۔ سورة الأنعام:۶/۶۸

۲۳۔ صحیح مسلم المقدمة باب النّهی عن الرّوایة عن الضّعفاء الخ برقم:۷/۱۷۔(۷)، ص ۱۶

أیضاً المسند المستخرج علی صحیح مسلم، الجزء الأول، باب الضّعفاء و الکذّابین الخ برقم:۷۱۰۷، ۹۶/۱، ۹۷

اِن ارشاداتِ حبیب خُدا ﷺ سے واضح ہوگیا کہ لوگوں کا یہ خیال غلط ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ بدمذہب لوگوں کی صحبت زہر قاتل ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ ''بدمذہبوں کے پاس مت بیٹھو، بے شک ان کے ساتھ بیٹھنا دلوں کو بیمار (۲۴) کردیتا ہے''۔(۲۵)

ایوب نے روایت کیا کہ ابو قلابہ فرمایا کرتے تھے کہ بدمذہبوں کے ساتھ مت بیٹھو اور نہ اُن سے بحث کرو، پس میں اِس سے بے خوف نہیں ہوں کہ کہیں تمہیں گمراہی میں نہ ڈبو دیں یا تم پر دین کا کچھ حصہ مشتبہ کردیں جو تم پر مشتبہ نہیں کیا گیا۔(۲۶)

اسلاف کی ایک بڑی جماعت نے بدعقیدہ کے ساتھ نکاح، اُس کی اقتداء میں نماز اُن کے مریض کی عیادت اور اُن کے جنازے میں شرکت سے منع کیا ہے چنانچہ حافظ ابو القاسم ہبۃ اللہ اللالکائی شافعی نے اُن ائمہ میں سے چند کے نام ذکر کیے ہیں جنہوں نے اِس سے منع کیا ہے اور وہ نام یہ ہیں: سلام بن ابی مُطیع، حماد بن زید، سفیان بن عُیینہ، سفیان ثوری، ابی ضمرہ، انس بن عیاض، ابو معاویہ الضریر، یزید بن زریع، یزید بن ہارون، حاتم بن اسماعیل، ابن عُلیہ، عبد الرحمٰن بن مہدی، قبیصہ بن عقبہ، حجاج بن المنہال، عبید اللہ بن عائشہ، فطر بن

۲۴۔ اس روایت میں بیماری سے مراد عقائد کا خراب ہونا ہے یعنی ان کی صحبت عقائد خراب کردیتی ہے اور وہ بدمذہب ہوجاتا ہے۔

۲۵۔ كتاب الشّريعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فى الدّين، برقم: ۱۳۲، ۴۵۲/۱
أيضاً الإبانة الكبرى، ذمّ المراء و الخصومات فى الدّين الخ، برقم: ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۱۳۶/۱، ۱۳۷، و برقم: ۶۱۹، ۶۲۰، ۱۸۲/۱

۲۶۔ كتاب الشّريعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فى الدّين، برقم: ۱۱۴، ۴۳۶/۱، ۴۳۷، و قال محققه: إسناده "صحيح"۔
أيضاً سُنَن الدّارمى، المقدمة، باب اجتناب أهل الأهواء الخ، برقم: ۳۹۷، ۷۵/۱
أيضاً السُّنّة لعبد الله بن أحمد برقم: ۹۹
أيضاً كتاب البدع و النّهى عنها لابن وضّاح، باب النّهى عن الجلوس مع أهل البدع، برقم: ۱۲۷، ص ۴۶
أيضاً شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة سياق ما روى عن النّبيّ ﷺ فى النّهى عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲۴۴، ص ۶۳

حماد، معلّٰی بن منصور رازی، احمد بن حنبل، ربیع بن سلیمان المرادی۔(۲۷)

بعض لوگ بدمذہب اور گمراہ لوگوں سے اجتناب نہیں کرتے اُن کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں، اُن کے ساتھ دوستی کا دَم بھرتے ہیں، اُن سے رشتہ جوڑنے سے اجتناب نہیں کرتے، (۲۸) اور مندرجہ بالا ارشادات کو سُن کر بھی اُن پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اسے ہلکا جانتے ہیں، اہم نہیں سمجھتے چنانچہ مندرجہ ذیل سطور میں وہ ارشادات بیان کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ اُن لوگوں سے موالات، دوستی، تعلق، تعظیم کو ترک کرنا کتنا ضروری اور اہم ہے چنانچہ امام ابو نعیم اصفہانی روایت کرتے ہیں:

"عن عبدالله بن بشير رضى الله عنهما عن النّبيّ ﷺ: مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ (۲۹)

یعنی، حضرت عبد اللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''جو کسی بدمذہب کی توقیر کرے اُس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد دی''۔

اور امام طبرانی اور ابو نعیم نے روایت کیا:

عن معاذ رضى الله عنه عن النّبيّ ﷺ: "مَنْ مَشَى إِلَى صَاحِبِ بِدْعَةٍ لِيُوَقِّرَهُ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ (۳۰)

۲۷۔ شرح أصول اعتقاد أهل السّنّة و الجماعة سياق ما روى من أفتى فيمن قال الخ، ص ۱۴۶

۲۸۔ حالانکہ ہمارے آقا ﷺ نے صریح اور واضح ارشاد فرمایا ہے کہ ''اُن کے ساتھ شادی نہ کرو'' لہٰذا ہر وہ بدمذہب کہ جس کی بدمذہبی حدِ کفر تک پہنچی ہوئی ہو اُس سے نکاح نہیں ہوتا کیونکہ اسلام نکاح کے بنیادی شرائط سے ہے لہٰذا جب ایسے شخص سے نکاح ہو جو دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے تو نکاح ہی نہ ہوا جب نکاح نہ ہوا تو مرد و عورت کا میل ملاپ سوائے زنا کے کچھ نہ ہوگا، نادانوں کی نگاہ صرف مال و دولت و ظاہری رکھ رکھاؤ وغیرہ پر ہوتی ہے اسی لئے ایسی غلیظ حرکت کرتے ہیں، کاش اُن کی توجہ اپنے محسن غمخوار آقا کے فرمان کی طرف ہوتی تو کبھی بھی اپنی بہن بیٹی کو حرام کاری کے لئے پیش نہ کرتے۔

۲۹۔ حلية الأولياء، خالد بن معدان، برقم: ۶۳۲۶، ۲۱۸/۵
أيضاً شرح أصول اعتقاد أهل السّنّة و الجماعة سياق ما روى عن النّبيّ ﷺ فى النّهى الخ، برقم: ۲۷۳، ص ۶۶ عن إبراهيم بن ميسرة

۳۰۔ المعجم الكبير للطّبراني، خالد بن معدان عن معاذ بن جبل رضى الله عنه برقم: ۱۸۸، ۹۶/۲۰
أيضاً حلية الأولياء، ثور بن يزيد برقم: ۸۳۴۵، ۹۷/۶

یعنی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں، ''جو کسی بدمذہب کی طرف اُس کی توقیر کرنے کو چلے اُس نے اسلام ڈھانے میں اِعانت کی''۔

اور صحابی رسول، پروانۂ آثارِ نبوت، دلدادۂ سنّتِ رسالت سیّدنا و ابن سیّدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ و نظریہ امام بخاری علیہ الرحمۃ الباری کی روایت سے سُنیں اور بدمذاہب کے مکروفریب سے اپنے آپ کو بچائیں چنانچہ امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں لکھا کہ:

وَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یَرَاھُمْ شِرَارَ الْخَلْقِ، وَ قَالَ: إِنَّھُمُ انْطَلَقُوْا إِلٰی اٰیَاتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْھَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ (۳۱)

یعنی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُن کو تمام مخلوقِ خُدا سے شریر جانتے تھے اور فرماتے تھے یہ خارجی (نجدی، وہابی اور اُن کے ہمنوا) اُن آیتوں کو جو کافروں کے حق میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔(۳۲)

۳۱۔ صحیح البخاری، کتاب استتابۃ و المرتدین الخ، باب قتل الخوارج الخ، ۳۱۵/٤

۳۲۔ قارئین کرام! یہ بات حق اور سچ ہے کہ یہ لوگ وہ آیات جو کافروں اور بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں پڑھ پڑھ کر انبیاء کرام علیہم السّلام اور اولیاء کرام پر چسپاں کرتے ہیں عوام النّاس کو چونکہ علم نہیں ہوتا وہ نہیں جانتے کہ یہ آیت مبارکہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے انبیاء کرام و اولیاء عظام کے بارے میں یا کافروں اور اُن کے بتوں کے بارے میں اِس لئے وہ اُن کی تقریروں اور تحریروں کو سُن اور پڑھ کر حق اور سچ سمجھ لیتے ہیں اور اپنے ایمان سے محروم ہو جاتے ہیں اعتبار نہ ہو تو امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کی ''تقویۃ الایمان'' لے کر کسی صحیح العقیدہ سُنّی عالم دین کے پاس چلے جاؤ وہ آپ کو دکھائے گا کہ کس طرح انہوں نے کفّار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو انبیاء کرام اور اولیاء عظام پر چسپاں کر کے عوام المسلمین کے ایمانوں کو خراب کرنے کی ناپاک سعی کی ہے اور اس لئے عافیت کی راہ یہی ہے کہ سُنّی علماء جس کے بارے میں فرما دیں کہ یہ شخص یا جماعت بدعقیدہ ہے تو ہمیشہ کے لئے ان کی تقریر و تحریر سننے، پڑھنے سے دُور رہنا اپنے اوپر لازم کر لو اِس طرح آپ کے ایمان محفوظ رہیں گے جس طرح فی

ہمارے اسلاف کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے فرمودات پر عمل ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ بدمذہبوں کے ساتھ اُن کا معاملہ کیسا تھا، چنانچہ امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد اقدس نبی ﷺ میں نمازِ مغرب کے بعد کسی مسافر کو بھوکا پیاسا پایا اُسے اپنے ساتھ کاشانۂ خلافت میں لے آئے اُس کے لئے کھانا منگایا، جب وہ کھانے بیٹھا کوئی بات بدمذہبی کی اُس سے ظاہر ہوئی فوراً حکم ہوا کہ کھانا اٹھالیا جائے اور اُسے نکال دیا جائے، سامنے سے کھانا اُٹھوالیا اور اُسے نکلوادیا۔(۳۳)

سیّدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے آکر عرض کی: فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے، فرمایا: لَا تَقْرَئْہُ مِنِّیَ السَّلَامَ، فَإِنِّیْ سَمِعْتُ أَنَّہٗ أَحْدَثَ میری طرف سے اُسے سلام نہ کہنا کہ میں نے سنا ہے کہ اس نے کچھ بدمذہبی نکالی ہے۔(۳٤)

زمانہ میڈیا کا دور ہے اور اس نے اسلام کو نفع کم اور نقصان زیادہ پہنچایا ہے اور اس پر ہر قسم کے لوگ آکر اسلام پر گفتگو کرتے ہیں جن میں اکثریت اُن لوگوں کی ہوتی ہے کہ جن کے دل عظمتِ مصطفیٰ ﷺ، محبت مصطفیٰ ﷺ بلکہ نورِ ایمان سے خالی ہوتے ہیں اور عوام المسلمین کا حال یہ ہے کہ اُن کی اکثریت ہر ایک کو سُنتی ہے، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو اہلِ بیت اطہار سے بغض رکھتے ہیں، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو صحابہ کرام سے عداوت رکھتے ہیں، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو خارجی یا رافضی ہیں اُن کو بھی سنتے ہیں جو سنتِ رسول ﷺ سے انکاری ہیں، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو تقلید کے منکر ہیں، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو صلحِ کلّیت کے داعی و علمبردار ہیں، بدمذہبوں سے میل ملاپ کا درس دیتے ہیں، اُن کی اقتداء میں نماز درست ہی نہیں سمجھتے بلکہ موقع ملے تو پڑھ بھی لیتے ہیں، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو اپنے سوا دوسرے کسی کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے، اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے ایسے ناظرین یا سامعین کے ایمانوں کا کیا بنے گا، اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے علماء جس کے لئے کہہ دیں کہ بدمذہب ہے اس کے عقائد و نظریات درست نہیں، یا یہ صلحِ کلّی ہے تو اس کو ہرگز نہ سُنیں اور نہ پڑھیں جیسے ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ، فرحت ہاشمی، ذاکر نائیک، زید حامد، اسلم شیخوپوری، جنید جمشید، بابر چوہدری، جاوید غامدی، ڈاکٹر اسرار، ڈاکٹر طاہر القادری وغیرہم

۳۳۔ فتاویٰ رضویۃ کتاب السّیر، رسالۃ الدّلائل القاہرۃ علی الکفرۃ النّیاشرۃ، ۱۰٦/۱۵

۳٤۔ فتاویٰ رضویۃ کتاب السّیر، رسالۃ الدّلائل القاہرۃ علی الکفرۃ النّیاشرۃ، ۱۰٦/۱۵
علامہ ابن بطہ حنبلی نے اس طرح نقل کیا ہے کہ حضرت نافع سے مروی ہے کہ ہم صحابی رسول ﷺ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا، اہلِ شام میں سے ایک شخص کے بارے میں کہنے لگا کہ فلاں نے آپ کو سلام کہلوایا ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ

Ishaate Islam

حماد بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں ایوب، یونس، اور ابن عون کے ساتھ تھا کہ اُن کے پاس سے عمرو بن عبد نامی ایک بدمذہب گزرا، اُس نے انہیں سلام کیا اور کھڑا ہو گیا، پس اِن حضرات نے اُس بدمذہب کے سلام کا جواب نہ دیا۔(۳۵)

اسی طرح کلثوم بن جبیر نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت سعید بن جبیر (تابعی) سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اُس کا کوئی جواب نہ دیا، آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: یہ اُن میں سے ہے (یعنی بدمذہبوں میں سے ہے)۔(۳۶)

معمر نے بیان کیا کہ ابن طاؤس تشریف فرما تھے کہ ایک معتزلی (یعنی بدمذہب) شخص آیا اور باتیں کرنے لگا، معمر کہتے ہیں کہ ابن طاؤس نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنے بیٹے سے فرمایا کہ بیٹا! اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لے اور انگلیوں کو زور دے تا کہ اِس بدمذہب کی باتوں سے کچھ بھی نہ سُن سکے۔(۳۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راستہ میں ایک گمراہ ملا، اور کہنے لگا کہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، حضرت سعید نے انکار کر دیا اور فرمایا میں نہیں سُنا چاہتا، وہ گمراہ پھر کہتا ہے ایک کلمہ ہی سُن لیجئے، حضرت سعید نے اپنا انگوٹھا چھنگلیا کے سرے پر رکھ کر فرمایا تو ایک کلمہ کی بات کرتا ہے میں آدھا کلمہ بھی نہیں سُننا چاہتا، لوگوں نے پوچھا کیا سبب ہے؟ آپ نے اُس شخص کے ساتھ اِس قدر نفرت و تُرش

تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس نے بدمذہبی نکالی ہے، پس اگر اس طرح ہے تو اُسے میری طرف سے سلام نہ کہنا پھر وہ گھر چلا گیا اُن حضرات نے اِس کا ذکر تک نہ کیا۔(الإبانة الكبرى، الجزء الحادی عشر، باب جامع فی القدر و ما روی فی أهله، برقم:۱۸۸۵، ۶۲/۲) اور امام دارمی نے اسے اپنی "سنن" کے مقدمہ (باب اجتناب أهل الأهواء و البدع و الخصومة، برقم:۳۹۳، ۷۴/۱) میں بھی روایت کیا ہے مگر اس میں اہلِ شام کا ذکر نہیں ہے۔

۳۵۔ الإبانة الكبرى، الجزء الحادی عشر، الباب الثانی فی ذکر الأئمة المضلّین الخ، برقم:۱۹۶٤، ۸۳/۲

۳۶۔ سُنَن الدّارمي، المقدمة، باب اجتناب أهل الأهواء و البدع و الخصومة برقم:۳۹۹، ۷۵/۱

۳۷۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة سیاق ما روی عن النّبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:۲٤۸، ص ٦٤

رُوئی برتی، آپ نے فرمایا وہ گمراہوں میں سے ہے۔(۳۸)

اور سلام بن ابی مُطیع نے بیان کیا کہ بدمذہبوں میں سے ایک شخص نے حضرت ایوب سختیانی سے کہا اے ابو بکر! میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں، راوی کہتے ہیں کہ آپ نے اس طرف پیٹھ پھیر لی اور اپنی انگلی سے اشارہ فرمانے لگے کہ آدھی بات بھی نہیں آدھی بات بھی نہیں (۳۹) (آپ نے اس سے نفرت کا اظہار فرمایا اور اُسے کوئی بات کہنے کی اجازت نہ دی)۔(٤٠)

ایک شخص نے بدمذہب کے ہاں ایک لقمہ کھا لیا، یہ خبر جب حضرت ابن المبارک کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: میں اس سے تیس (۳۰) دن تک بات نہیں کروں گا۔(٤١)

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں، اُن کی خدمت میں دو گمراہ شخص آئے اور کہنے لگے، اے ابو بکر (محمد بن سیرین) ہم آپ کے سامنے ایک حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا، نہیں، وہ پھر کہتے ہیں کم از کم اتنی اجازت دیجئے کہ ہم قرآن کی کوئی آیت ہی تلاوت کریں، آپ نے فرمایا: نہیں، تم بالکل میرے پاس سے اُٹھ جاؤ ورنہ میں اُٹھ جاتا ہوں، دونوں گمراہ مایوس ہو کر

۳۸۔ فتاوی رضویّة کتاب السّیر، رسالة: الدّلائل الخ، ۱۰٦/۱۵

۳۹۔ سُنَن الدّارمي، المقدمة، باب اجتناب أهل الأهواء و البدع الخ برقم:۳۹۸، ۷۵/۱

أیضاً کتاب الشّریعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّین، برقم:۱۲۰، ٤۳۹/۱، ٤٤٠، و قال محققه: إسناده "صحیح"

أیضاً الإبانة الكبرى الجزء الثالث، باب التّحذیر من صحبة قوم یمرضون القلوب و یفسدون الإیمان، برقم:٤۸۲، ۱۷٤/۱

أیضاً شرح أصول اعتقاد أهل السّنّة و الجماعة، سیاق ما روی عن النبی ﷺ و النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:۲۹۱، ص ٦۹

٤٠۔ آپ نے ایک تابعی حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ایوب سختیانی کا عمل دیکھا کہ آپ بدمذہبوں سے کتنی شدید نفرت فرماتے تھے، سابقہ صفحات میں جو احادیث نبویہ علیہا التحیة والثناء ذکر کی گئیں اُن سے بھی مستفاد ہوا کہ بدمذہبوں، گمراہوں سے سخت نفرت کی جائے اُن سے کسی قسم کی ہمدردی کا اظہار نہ کیا جائے اور اپنے دل کے کسی بھی گوشے میں اُن کے لئے نرمی محسوس بھی نہ کی جائے۔

٤١۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة سیاق ما روی عن النّبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:۲۷۱، ص ٦٦

Ishaate Islam

چل دیئے۔(۴۲)

لوگوں نے عرض کی اے امام! آپ کا کیا حرج تھا اگر وہ کچھ آیتیں یا حدیثیں سُناتے، فرمایا میں نے خوف کیا کہ وہ آیات و احادیث کے ساتھ اپنی کچھ تاویل لگائیں اور وہ میرے دل میں رہ جائے اور میں ہلاک ہو جاؤں۔(۴۳)

اور حافظ اللالکائی کی روایت میں ہے کہ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا حضرت کیا حرج تھا کہ آپ پر آیت کی تلاوت کرتے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اسے ناپسند سمجھا کہ وہ مجھ پر آیت تلاوت کریں پھر اس میں تحریف کرتے پھر وہ تحریف میرے دل میں جم جائے۔(۴۴)

امام ابن سیرین تابعی ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی ﷺ کے بڑے امام اور ہزاروں لاکھوں مُحدِّثین کے اُستاد ہیں، دیکھئے وہ بدمذہبوں اور گمراہوں سے کتنا ڈرتے ہیں (۴۵) کیونکہ کائنات کے سردار ﷺ نے فرمایا کہ ''اِن سے دُور رہو (۴۶) اور اِن کو اپنے سے

۴۲۔ سُنَن الدّارمی، المقدمة، باب اجتناب أهل الأهواء و البدع و الخصومة برقم:۳۹۷، ۷۵/۱
أيضاً كتاب الشّريعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات في الدّين، برقم: ۱۲۱، ۴۴۰/۱۔۴۴۱، و قال محققه: إسناده صحيح
أيضاً الإبانة الكبرىٰ، الجزء الثّالث، باب التّحذير من صحبة الخ برقم:۳۹۸، ۱۴۰/۱۔
أيضاً السُّنّة لعبد الله بن أحمد برقم:۹۸، ص ۲۴
أيضاً كتاب البدع و النّهي عنها، ص ۳۵

۴۳۔ فتاویٰ رضویہ کتاب السیر، رسالة اللّلائل القاهرة على الكفرة النياشرة، ۱۰۶/۱۵، اس کے تحت امام اہلسنّت لکھتے ہیں کہ ائمہ کو یہ خوف تھا اور اب عوام کو یہ جرأت و لا حول و لا قوة إلا بالله

۴۴۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة، سياق ما روي عن النّبيّ ﷺ في النهي عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:۲۴۲، ص ۶۳

۴۵۔ ابو الجوزاء سے مروی ہے کہ فرمایا اگر میرے گھر کے پڑوس میں بندر اور خنزیر ہوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میرے پڑوس میں اُن میں سے کوئی ہو یعنی بدمذہب لوگ۔(شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة سياق ما روي عن النّبيّ ﷺ في النّهي عن مناظرة أهل البدع، برقم:۲۳۱، ص ۶۱)

۴۶۔ امام اوزاعی کی روایت سے یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے آپ نے فرمایا ''بدمذہب جب تمہیں راستے میں مل جائے تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لو''۔(كتاب الشّريعة، باب ذمّ الجدال،

دُور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، فتنے میں نہ ڈال دیں''۔ پھر اپنی بے خوفی کو دیکھئے (۴۷) اور جان لیجئے کہ بے خوفی ایک نہ ایک دن نقصان پہنچا کر رہتی ہے۔

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی سادگی، کم عملی، راسخ العقیدہ علماء کی صحبت سے دُوری کی وجہ سے بدمذاہب کی ظاہری مسلمانوں والی شکل صورت، اُن کی ظاہری عبادات کو دیکھ کر اُن کی بظاہر میٹھی میٹھی باتوں کو سُن کر مرعوب ہو جاتے ہیں پھر کچھ تو اُن بدمذاہب سے محبت، اُلفت رکھنے لگ جاتے ہیں اس طرح وہ گمراہ لوگ اِن کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو اُن سے محبت و اُلفت نہ بھی رکھتے ہوں لیکن اُن کے ظاہر کو دیکھ کر انہیں بُرا نہیں جانتے اور نہ کسی کو انہیں بُرا کہنے دیتے ہیں یہ سب اُن بدمذہبوں کے ظاہر سے فریب کھانے کی بنا پر

الخصومات في الدّين، برقم:۱۳۵، ۴۵۸/۱)
أيضاً الإبانة الكبرىٰ، الباب الثّالث، باب التّحذير من صحبة قوم يمرضون القلوب الخ، برقم: ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۱۵۷/۱
أيضاً كتاب البدع و النّهيّ عنها، باب النّهي عن الجلوس مع أهل البدع، برقم:۱۲۵، ص ۴۶
أيضاً شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة، سياق ما روي عن النّبيّ ﷺ في النّهي عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:۲۵۹، ص ۶۵

۴۷۔ عبدالصمد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت فُضیل کو فرماتے سُنا کہ بدمذہب کے پاس جانے سے بچو بے شک وہ حق سے روکتے ہیں، اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فضیل کو فرماتے سُنا آپ نے فرمایا بدمذہب کے ساتھ مت بیٹھو پس مجھے خوف ہے کہ تم پر لعنت نازل ہو، اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فضیل کو فرماتے سُنا آپ نے فرمایا بدمذہب کے پاس مت بیٹھ اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کو ضائع فرما دیا ہے اور اس کے دل سے نُورِ اسلام کو نکال دیا ہے، اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فضیل کو فرماتے سُنا آپ نے فرمایا بدمذہب سے اپنے دین پر بے خوف مت ہو اور نہ اُس سے اپنے معاملے میں مشورہ لے اور نہ اس کے پاس بیٹھ پس جو شخص بدمذہب کے پاس بیٹھا اللہ تعالیٰ اُسے اندھا کر دے گا (یعنی اُس کے دل کو اندھا فرما دے گا) اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فضیل کو فرماتے سُنا آپ نے فرمایا بے شک کہ فرشتے ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں پس تو دیکھ کہ تیری بیٹھک کس کے ساتھ ہے تیری مجلس بدمذہب کے ساتھ نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ اُن کی جانب نظرِ رحمت نہیں فرماتا اور نفاق کی علامت یہ ہے کہ آدمی کھڑا ہو اور بدمذہب کے پاس بیٹھ جائے۔(شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة، سياق ما روي عن النّبيّ ﷺ في النّهي عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ص ۶۵، ۶۶)

ہوتا ہے حالانکہ نہ اُن کی نماز نماز ہے نہ روزہ روزہ ہے نہ حج حج ہے اُن کی کسی بھی عبادت کا اعتبار نہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ کی زبانی سنئے آپ ﷺ فرماتے ہیں ''بدمذہب کا نہ روزہ قبول ہوگا نہ نماز، نہ صدقہ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ صرف، نہ عدل، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے آٹے سے بال''۔(۴۸)

اور گمراہ لوگوں کی عادت ہے کہ وہ خوامخواہ دین میں بحث مباحثہ کرتے ہیں اور سیدھے سادھے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک سعی کرتے ہیں اور آپ اُن سے نہ کوئی دینی مسئلہ پوچھیں گے اور نہ کسی دینی موضوع پر بات کریں گے، وہ لوگ مختلف بہانے بنا کر خود ہی آپ سے بات شروع کریں گے، آغاز گفتگو اکثر اچھا رکھیں گے کہ آپ کو اپنے سے مانوس کریں گے پھر کبھی صراحۃً اور کبھی اشارۃً و کنایۃً تمہارے عقائد کو خراب کرنے کی کوشش کریں گے، ہمارے آقا سرورِ دو جہاں ﷺ نے ان کی پہلے ہی خبر دے دی کہ ان لوگوں کی عادت اور فطرت کیا ہوگی چنانچہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو قوم بھی ہدایت کے بعد گمراہ ہوئی مگر اس نے بحث مباحثہ شروع کر دیا'' پھر آپ نے آیت تلاوت فرمائی:

﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَکَ اِلَّا جَدَلاً بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ (۴۹)

ترجمہ: انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو بلکہ وہ ہیں

۴۸۔ سُنَن ابن ماجة، المقدمة، باب اجتناب البدع و الجدال، برقم:۴۹، ۱/۵۲۔ اسی طرح حضرت امام حسن بصری کا فرمان بھی ہے جو ہشام بن حسان سے مروی ہے جیسا کہ امام آجری کی ''کتاب الشریعة باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّین'' (برقم:۱۳۷، ۱۰/ ۴۵۹) میں اور ابن وضاح کی ''البدع و النّهی'' (ص۲۷) میں ہے نیز امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ بدمذہب سے اللہ تعالیٰ کوئی شئے قبول نہیں فرماتا (شرح أصول اعتقاد أهل السّنة و الجماعة سیاق ماروی عن النبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:۲۷۱، ص۶۶) اور عبدالصمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت فُضیل نے فرمایا کہ بدمذہب کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش نہیں کیا جاتا۔ (شرح أصول اعتقاد أهل السّنة و الجماعة، سیاق ماروی عن النبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:۲۷۱، ص۶۶)

۴۹۔ سورة الزّخرف: ۵۸/۴۳

جھگڑالو لوگ۔(۵۰)

۵۰۔ اس حدیث شریف کو امام آجری نے ''کتاب الشّریعة''، (باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّین، برقم:۱۰۹، ۱/۴۲۹، ۴۳۰) میں، ابن جریر طبری نے اپنی ''تفسیر'' (سورة الزّخرف، ۲۵/۸۸) میں، ابن بطہ نے ''الإبانة الکبریٰ'' الجزء الثّالث، باب ذمّ المراء و الخصومات، (برقم:۵۲۹، ۱/۱۶۴) میں، اور امام طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' (۸/۲۷۷) میں یعلی بن عُبید کے طریق سے روایت کیا ہے اور ''کتاب الشّریعة'' کے محقق نے کہا کہ ''إسناده صحیح'' اور امام آجری نے ''کتاب الشریعة'' (باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّین، برقم:۱۱۰، ۱/۴۳۰، ۴۳۱) میں، ابن جریر نے اپنی ''تفسیر'' (سورة الزخرف، الآیة:۵۶، ۵۷، برقم:۳۰۹۲۳، ۱۱/۲۰۰، ۲۰۱) میں، ابن ماجہ نے اپنی ''سُنَن'' کے المقدمة باب اجتناب البدع و الجدل، (برقم: ۴۸، ۱/۵۱) میں اور دینوری نے ''المجالسة و جواهر العلم'' (الجزء الثامن، برقم:۱۱۰۴، ۱/۴۲۶) میں محمد بن بشر کے طریق سے، اور امام احمد نے اپنی ''مسند'' (۵/۲۵۶) میں اور امام اللالکائی نے ''شرح أصول اعتقاد أهل السّنة و الجماعة'' (سیاق ما روی عن النبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع، برقم:۱۷۷، ص۵۳) میں ابن نُمیر کے طریق سے اور امام احمد نے اپنی ''مسند'' (۵/۲۵۲) میں شہاب بن خراش عن حجاج کے طریق سے اور امام حاکم نے ''مستدرك'' (کتاب التّفسیر، ما ضلّ قوم بعد هدیً الخ، برقم:۳۷۲۶، ۳/۲۴۰) میں جعفر بن عون کے طریق سے روایت کیا اور فرمایا کہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے اس کی تخریج نہیں فرمائی اور امام ذہبی نے ''کتاب تلخیص المستدرك'' (کتاب التّفسیر من سورة الزّخرف، برقم:۳۷۲۵، ۳/۵۴) میں فرمایا کہ یہ حدیث ''صحیح'' ہے، اور ابن بطہ نے ''الإبانة الکبریٰ'' (باب ذمّ المراء الخ، برقم:۵۳۰، ۱/۱۶۴) میں اور امام رویانی نے اپنی ''مسند'' (الجزء الثّلاثون، مسند أبی أمامه برقم:۱۱۸۷، ص۱۸۳، ۱۸۴) میں، ابن ابی الدنیا نے ''کتاب الصّمت'' (باب ذمّ المراء، برقم:۱۳۵، ۷/۹۸) میں عبدالواحد بن زیاد کے طریق سے اور ابن بطہ نے ''الإبانة الکبریٰ'' (برقم:۵۲۶، ۱/۱۶۳) میں قاسم عن أبی امامہ کے طریق سے، ابن عبدالبر نے ''جامع بیان العلم و فضله'' (باب ما یکره فیه المناظرة الخ، برقم:۹۲۷، ۲/۱۹۶) میں یحییٰ بن الیمان عن الحجاج کے طریق سے روایت کیا ہے اور امام آجری اِن احادیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ جب تابعین میں سے اہلِ علم اور بعد کے ائمۃ المسلمین نے یہ سُنا تو انہوں نے دین میں شک نہ کیا اور نہ دین میں جھگڑا کیا اور مسلمانوں کو دین میں بحث مباحثہ سے ڈرایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ سنّت کو (مضبوطی سے) تھامیں اور اُسے (مضبوطی سے تھامیں) جس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور یہی اہلِ حق کا طریقہ ہے۔ (کتاب الشّریعة ۱/۴۳۴)

پھر وہ لوگ جو علم کے بغیر دینی بحث مباحثہ کثرت سے کرتے ہیں آپ اُن کو دیکھیں گے کہ انہیں قرار نہیں ہوگا کبھی کچھ ہوں گے تو کبھی کچھ چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ جس نے اپنے دین کو خصومات کے لئے نشانہ بنایا اس نے کثرت سے دین بدلنا کیا۔(۵۱)

میرا اپنے سنّی بھائیوں کو مشورہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے بالکل نہ اُلجھیں اگر بحث مباحثہ کریں اپنی علمیت جھاڑیں، گمراہ کرنے کی کوشش کریں تو اُن سے کہہ دو کہ ہمارے جو عقائد ہیں وہ ہمارے نزدیک بالکل درست ہیں، تم اپنے ایمان کی خیر مناؤ اور ہمارے اسلاف

۵۱۔ سُنَن الدّارمی، المقدمه، باب من قال العلم: الخشية و تقوى الله برقم:۳۰۴، ۶۳/۱

أيضاً كتاب الشّريعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فى الدّين، برقم:۱۱۶، ۴۳۷/۱، و قال محققه: إسناده صحيح

أيضاً الإبانة الكبرىٰ، الجزء الثّالث، باب ذمّ المراء و الخصومات الخ، برقم:۵۷۷۔ ۵۸۰ بعدة طُرُقٍ، ۱۷۵/۱

أيضاً جامع بيان العلم و فضله، باب ما يكره المناظرة الخ، برقم:۹۰۲، ۱۸۵/۲۔

أيضاً السُّنّة لعبد الله بن أحمد، برقم:۱۰۳

أيضاً تأويل مختلف الحديث لابن قُتيبة، حيرتهم و عدم استقرارهم على رأيٍ، ص ۶۳

معن بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت امام مالک بن انس ایک روز مسجد سے لوٹے اور آپ میرے ہاتھ کے سہارے چل رہے تھے کہ پیچھے سے ایک شخص آ کر آپ سے ملا جسے ابو الجیریہ کہا جاتا تھا جس پر اِرجاء (یعنی بدمذہب ہونے) کی تہمت تھی، کہنے لگا اے ابا عبداللہ مجھ سے کچھ سُنیے میں آپ سے کچھ بات کرنا اور بحث کرنا اور اپنی رائے سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا اگر تو بحث مباحثہ میں غالب آ گیا تو؟ کہنے لگا پھر آپ میری پیروی کریں گے، آپ نے فرمایا: پھر اگر اور شخص آ جائے اور ہم سے بات کرلے اور ہم پر غالب آ جائے؟ تو وہ کہنے لگا ہم اس کی پیروی کریں گے تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ نے (ہمارے آقا و مولا) حضرت محمد ﷺ کو ایک دین کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں تجھ میں دیکھتا ہوں کہ تو ایک دین سے دوسرے دین کی طرف منتقل ہو رہا ہے حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا ہے جس شخص نے اپنے دین کو خصومات کے لئے نشانہ بنایا اُس نے کثرت سے دین بدلنا کیا۔ (كتاب الشّريعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فى الدّين، برقم: ۱۱۷، ۴۳۷/۱، ۴۳۸۔ أيضاً الإبانة الكبرىٰ، الجزء الثّالث، باب ذمّ المراء و الخصومات فى الدّين الخ، برقم:۵۸۳، ۱۷۶/۱)

کا یہی طریقہ رہا ہے جیسا کہ حضرت امام حسن بصری کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے ابا سعید! آؤ میں آپ سے دین میں بحث کروں تو امام حسن بصری نے فرمایا میں نے تو اپنا دین دیکھ لیا ہے اگر تم اپنے دین کو گُم کر چکے ہو تو اسے تلاش کرو۔(۵۲)

اِسی لئے بزرگانِ دین، علماء فقہ نے ہمیشہ سے بدمذہبوں سے اجتناب کا حکم دیا (۵۳) اور اُن کے ساتھ کسی قسم کے تعلق کو جائز نہیں رکھا، بزرگانِ دین و علماء فقہ نے وہی کیا جو اُن پر لازم تھا کیونکہ اگر کوئی شخص بدمذہب ہو تو ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو اُس کے بدمذہب ہونے کے بارے میں بتادے اگر نہیں بتائیں گے تو عوام تو عوام خواص کے بھی اُس کے دامِ فریب میں پھنس جانے کا خوف ہے اور یہ بتانا غیبت بھی نہیں ہے چنانچہ امام حسن بصری فرماتے ہیں: تین اشخاص ہیں کہ جن کو کوئی غیبت نہیں اُن میں سے ایک بدمذہب ہے۔(۵۴)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: بدمذہب اور اعلانیہ فسق کرنے والے کی کوئی غیبت نہیں ہے۔(۵۵)

۵۲۔ كتاب الشّريعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فى الدّين، برقم:۱۱۸، ۴۳۸/۱

أيضاً الإبانة الكبرىٰ، برقم:۵۸۶، ۱۷۶/۱

۵۳۔ اس حقیر کو جن اللہ والوں کی زیارت و صحبت کا شرف حاصل ہوا خصوصاً قدوۃ العلما عارف باللہ حضرت پیر ابراہیم جان سرہندی، سیدی و سندی، استاذی شیخ الحدیث مفتی محمد احمد نعیمی کے تایا محترم قطب وقت حضرت الحاج الٰہی بخش میندھرو نقشبندی قادری، اور میرے شیخ طریقت، مُربی و محسن قُدوۃ الاٰنام حضرت الحاج خواجہ غلام رسول نقشبندی مُجدّدی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم، میں نے دیکھا کہ یہ حضرات بدمذہبوں سے شدید نفرت فرمانے والے اور اپنے مریدین و متوسّلین کو اُن سے دُور رکھنے والے تھے، اُن کی تحریریں اور تقریریں اس پر شاہد عادل ہیں، یہ حضرات خود بدمذہبوں سے بےعلاقہ تھے اور جو اُن سے تعلق جوڑتا اُس سے بھی بےعلاقہ ہو جایا کرتے۔

۵۴۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة، سياق ما روى عن النّبيّ ﷺ فى النّهى عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:۲۷۷، ۲۷۸، ص ۶۷

۵۵۔ شرح أصول اعتقاد أهل السنّة، سياق ما روى عن النّبيّ ﷺ فى النّهى عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:۲۷۹، ص ۶۷

Ishaate Islam

اور بعض بے علم اور بعض پڑھے لکھے بے وقوف لوگ انہیں شدّت پسندی کا طعنہ دیتے رہے لیکن تجربہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنے اِن مُحسنوں کی بات مان لی اُن کے ایمان محفوظ رہے اور اُن کی اولادیں آج بھی گمراہی سے بچی ہوئی ہیں اور ایک مسلمان کے نزدیک ایمان سے بڑھ کر کوئی شے زیادہ اہم نہیں ہوتی، اور جن لوگوں نے اُن کی خیر خواہی کو قبول نہ کیا، اُن میں سے کچھ تو خود بدمذہب ہوگئے اور کچھ کا حال یہ ہے کہ اُن کے سامنے بدمذہبوں کو بُرا کہا جائے تو برداشت نہیں کر پاتے، (٥٦) اپنی اولادوں کی نسبت بدمذہبوں سے طے کرتے ہیں اُن سے رشتے ناطے جوڑتے ہیں اور اس پر اُن کو ذرا برابر افسوس نہیں ہوتا، اُن کی صحبت اختیار کرتے ہیں، اُن کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں، اُن کا لٹریچر پڑھتے ہیں، اُن کو سُنتے ہیں، اُن کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں، اپنے بچوں کو بدمذہبوں سے تعلیم دِلواتے ہیں گویا کہ وہ اپنے بچوں کو خود گمراہ بنانے کی سعی کرکے اپنی نسل کو برباد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

اِس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ اور حضور کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے بدبختوں کو خطاب فرمایا، عزّت ساری اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کریم ﷺ کی ہے، جس نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنا ناطہ جوڑ لیا، محبتِ رسول ﷺ میں سب کچھ قربان کردیا وہ لوگ بھی عزّت کے لائق ہوگئے، ساری عزّتیں ساری عظمتیں اُس محبوبِ ربّ العالمین کی نگاہِ کرم کا صدقہ ہیں، جس کو انہوں نے قبول فرمایا عزّت والا ہوگیا، جس سے منہ پھیرا ذلیل وخوار ہوا۔

کیونکہ **خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ**

٢٣۔ ﴿نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ O مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ O وَ اِنَّ لَکَ اَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ O وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ O﴾ (٥٧)

ترجمہ: قلم اور اُن کے لکھے کی قسم۔ تم اپنے ربّ کے فضل سے مجنون نہیں۔ اور ضرور

٥٦۔ حضرت ابوسہل نے فرمایا کہ بدمذہبوں کے لئے کوئی (عزت و) حُرمت نہیں ہے۔ شرح أصول اعتقاد أهل السنّة، سياق ما روى عن النبيّ ﷺ فى النّهى عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ٢٧٧، ٢٧٨، ص ٦٧

٥٧۔ سورة القلم: ٦٨/ ١ تا ٤

تمہارے لئے بے انتہاء ثواب ہے۔ اور بے شک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔

شانِ نُزول: مُشرکینِ مکہ خصوصاً ولید بن مغیرہ حضور نبی کریم ﷺ کو مجنون (دیوانہ) کہا کرتا تھا۔ قلبِ پاکِ مصطفیٰ ﷺ کو اِس ملعون لفظ سے ایذاء پہنچی، ربّ تعالیٰ نے قسمیں بیان کرکے آپ کے فضائل بیان فرما کر آپ کے قلب پاک کو تسلّی دی۔

سید شریف جرجانی میں لکھتے ہیں: "النّون سے مراد دوات ہے جو علم اجمالی سے عبارت ہے کیونکہ حروف جو علم کی صورتیں ہیں بالاجمال اس میں موجود ہیں، اور (نٓ و القلم) میں "نٓ" سے مرادِ علمِ اجمالی ہے جو مرتبۂ اُحدیّت میں ہوتا ہے اور "القلم" "تفصیل کا مرتبہ ہے"۔ (٥٨)

صرف قلم کی قسم بیان کرکے آپ (ﷺ) کی عزّت افزائی نہیں کی گئی بلکہ ﴿وَمَا یَسْطُرُوْنَ﴾ فرما کر علم کے اُن جواہر پاروں کی بھی قسم بیان کی گئی ہے، جو نوکِ قلم سے صفحۂ قرطاس کی زینت بنتے ہیں، بعض مفسّرین نے فرمایا کہ قلم بھی حضور کا نام ہے، کیونکہ ایک حدیث میں ہے: "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ"۔ (٥٩)

دوسری حدیث میں ہے "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِی" (٦٠) یہ دونوں حدیثیں اِس طرح جمع کی گئیں کہ قلم اور نُور دونوں سے حقیقتِ محمدیہ مراد ہے، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اس لئے

٥٨۔ كتاب التّعريفات، باب النّون، ص ١٧١

٥٩۔ سُنن التّرمذى، كتاب القدر، باب (١٧)، برقم: ٢١٥٥، ٣/ ٢٠١ و كتاب التّفسير، سورة (٦٨) القلم باب (٦٦) برقم: ٣٣١٩، ٤/ ٢٦٤
أيضاً سُنن أبى داؤد، كتاب السُّنّة، باب فى القدر، برقم: ٤٧٠٠، ٥/ ٥٢
أيضاً المسند للإمام أحمد: ٥/ ٣١٧
أيضاً المواهب اللّدنية المقصد الأول، تشريف الله تعالىٰ له ﷺ، ١/ ٣٧
أيضاً تفسير روح البيان، سورة القلم الآية: ١۔٦، ١٠/ ١١٧
أيضاً مدارج النّبوّة، ٢/ ٢

٦٠۔ مدارج النّبوّة، ١/ ٢، ٢/ ٢
أيضاً تفسير روح البيان، سورة القلم الآية ١۔٦، ١٠/ ١١٥
اِس حدیث شریف کے مزید حوالہ جات کے لئے علامہ منظور احمد فیضی کی تصنیف "مقام مصطفیٰ"، ص ٢١٧، ٢١٨ کا مطالعہ کیجیے

قلم کہتے ہیں کہ جیسے تحریر سے پہلے قلم ہوتا ہے، ایسے ہی عالَم سے پہلے حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام ہوئے اور جیسے کہ قلمِ الٰہی کی تحریر کوئی بدل نہیں سکتا اِسی طرح حضور کا فرمان دنیا میں کوئی پلٹ نہیں سکتا گویا حضور علیہ السّلام قلمِ الٰہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی شانِ اقدس میں اپنے کلام مبارک میں کئی جگہ قسم ارشاد فرمائی:

﴿لَعَمْرُکَ﴾ (٦١)

ترجمہ: اے محبوب تمہاری جان کی قسم۔(٦٢)

﴿یٰسٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِO اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ﴾ (٦٣)

ترجمہ: اے محبوب حکمت والے قرآن کی قسم تم رسول میں سے ہو۔

﴿لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِO وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الْبَلَدِ﴾ (٦٤)

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔(٦٥)

﴿وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ﴾ (٦٦)

ترجمہ: تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اُس کی اولاد کی کہ تم ہو۔

﴿قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ﴾ (٦٧)

٦١۔ سورۃ الحجر: ٧٢/١٥

٦٢۔ اس ارشادِ ربانی کے تحت صدر الافاضل علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اور مخلوقِ الٰہی میں سے کوئی جان بارگاہِ الٰہی میں آپ کی جان پاک کی طرح عزت و حُرمت نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ نے سیّد عالم ﷺ کی عمر کے سوا کسی کی عمر و حیات کی قسم نہیں فرمائی، یہ مرتبہ صرف حضور ہی کا ہے۔(خزائن العرفان، سورۃ الحجر: ٧٢/١٥، ص ٣١٧)

٦٣۔ سورۃ یٰسین: ١/٣٦ تا ٢

٦٤۔ سورۃ البلد: ١/٩٠ تا ٢

٦٥۔ اِس آیہ کریمہ کے تحت صدر الافاضل لکھتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ عظمت مکہ مکرمہ کو سیّد عالم ﷺ کی رونق افروزی کی بدولت حاصل ہوئی۔(خزائن العرفان، سورۃ البلد ٢/٩٠، ص ٧٠٦)

٦٦۔ سورۃ البلد: ٣/٩٠

٦٧۔ سورۃ ق: ١/٥٠

ترجمہ: عزت والے قرآن کی قسم۔

﴿وَ النَّجْمِ اِذَا ھَوٰی﴾ (٦٨)

ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اُترے۔

﴿وَ الْفَجْرِO وَ لَیَالٍ عَشْرٍ﴾ (٦٩)

ترجمہ: اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی۔

کفار و مشرکین آپ ﷺ پر جنون کا بہتان لگاتے تھے، اُن کے اِس جھوٹے الزام کی تردید خود خالقِ دو جہاں قسم بیان کر کے فرما رہا ہے، فرمایا: "قسم ہے قلم اور اُس کے لکھے کی" اِس میں اِس طرف اشارہ ہے کہ جس ذات پاک کے بارے میں یہ ایسی لغو باتیں کرتے ہیں وہ تو ایسی ستودہ صفات کی ہستی ہے کہ قلم کو اُس کی تعریف و ثنا سے فرصت نہ ملے گی، وہی تحریریں علمی دنیا کے لئے باعثِ عز و افتخار ہوں گی جن میں اُس محبوب دلرُبا ﷺ کا ذکر پاک ہوگا، اُن پر تو اُن کے ربّ نے فضل و کرم فرمایا ہے، اُن کے روئے زیبا کو دیکھ کر کفر سرنگوں ہو گا، اُن سے بڑا پاگل دیوانہ اور کون ہو سکتا ہے جو اس محبوبِ کبریا ﷺ کی شان میں ایسے نازیبا الفاظ اپنی زبان پر لا کر اپنے آپ کو دائمی عذاب کا مستحق بنا لے۔

علامہ اسماعیل حقّی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کا مفہوم یوں بیان فرماتے ہیں (٧٠)، "تاویلاتِ نجمیہ" میں ہے کہ مجنون کا معنی مستور ہے آیت کا معنی یہ ہے، اے حبیب! اللہ تعالیٰ کی نعمت آپ پر جو اَزل میں ہو چکی یا جو اَبد تک ہونے والی ہے، وہ مستور پوشیدہ نہیں، کیونکہ مجنون جِن سے ہے اور اس کا معنی پردہ ہے اور جِن کو بھی جِن اِس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ انسانوں کی آنکھ سے چُھپا ہوتا ہے بلکہ آپ تو جو کچھ ہو چکا اس سے بھی واقف ہیں اور جو ہو گا اس سے بھی خبردار ہیں اور حضور کے اِس علم کامل پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اُس کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں پایا، پس میں نے "مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ" (جو ہو گیا

٦٨۔ سورۃ النجم: ١/٥٣

٦٩۔ سورۃ الفجر: ١/٨٩ تا ٢

٧٠۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (٦٨) القلم الآیۃ: ١۔٦، ١٢١/١٠

اور جو ہوگا) کو جان لیا۔(۷۱)

امامِ اہلسنّت فرماتے ہیں:

سر عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ (جس نے معاذ اللہ! حضور ﷺ کو مجنون کہا تھا) کے یہ عیب بیان فرمائے:

﴿وَلَا تُطِعۡ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيۡنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيۡمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلۡخَيۡرِ مُعۡتَدٍ اَثِيۡمٍ ۝ عُتُلٍّۢ بَعۡدَ ذٰلِكَ زَنِيۡمٍ ۝﴾ (۷۲)

ترجمہ: اور ہر ایسے کی بات نہ سُننا جو بڑا قسمیں کھانے والا، ذلیل، بہت طعنے دینے والا، بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا، حد سے بڑھنے والا گنہگار، درشت خُو اس سب پر طرہ یہ کہ اُس کی اصل میں خطا۔ (کنزالایمان)

اُس کے بعد فرمایا ﴿سَنَسِمُهٗ عَلَى الۡخُرۡطُوۡمِ﴾ (۷۳) ترجمہ: ''قریب ہے کہ ہم اُس کی سور کی سی تھوتھنی پر داغ دیں گے''۔ (کنزالایمان) جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ولید نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمد (مصطفیٰ ﷺ) نے میرے حق میں دس باتیں بیان فرمائی ہیں نو (۹) کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات میری اصل میں خطا ہونے کی اس کا حال مجھے معلوم نہیں، یا تو تُو مجھے سچ سچ بتا دے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا، اِس پر اُس کی

۷۱۔ سُنَن الدّارمی، کتاب الرّؤیا، باب فی رؤیة الرّبّ تعالیٰ فی النّوم، برقم:۲۱٤۹، ۲/ ۱۷۰ عن عبد الرحمن بن عائش
أیضاً أخرجه التّرمذی فی "سننه" تعلیقاً من قول البخاری بعد حدیث: ۳۲۳۵ (٤/۲۱۳، ۲۱٤)
أیضاً نقله التّبریزی فی "مشکاته" فی کتاب الصّلاة، باب المساجد و مواضع الصّلاة (الفصل الثّانی، برقم:۷۲۵۔ (۳۷)، ۱ـ۲/ ۱۵۲)

۷۲۔ سورة القلم:٦۸/ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳

۷۳۔ سورة القلم: ٦۸/ ۱٦

ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا، مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مر جائے گا تو اُس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلالیا، تُو اُس سے ہے۔(۷٤)

﴿وَاِنَّ لَكَ لَاَجۡرًا غَيۡرَ مَمۡنُوۡنٍ﴾ (۷۵) ترجمہ: ''اور ضرور تمہارے لئے بے انتہاء ثواب ہے''۔ (کنزالایمان) یعنی آپ کی شفاعت کبھی ختم نہ ہوگی، اَزل سے اَبد تک آپ ہی کے طفیل سب کی مصیبتیں دُور ہوئیں اور ہوں گی، اے محبوب! تمہارا ثواب کبھی بند نہ ہوگا، قیامت تک آپ کی اُمّت رہے گی اُن کی نیکیاں رہیں گی جن سب کا ثواب صد ہا گُنا ہو کر آپ کو ملتا رہے گا۔

''مواہب لدنیہ'' میں ہے کہ مسلمان جو بھی نیک کام کرتے ہیں اس کا ایک ثواب تو کرنے والے کو اور دو اُس کے مُرشد کو اور چار اُس کے مُرشد کے مُرشد کو اور آٹھ اُس کے مُرشد کے مُرشد، اس طرح جس قدر راوپر جاؤ، سلسلہ بڑھتا رہے گا، جب یہ ثواب بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں پہنچتا ہے تو بے شمار اور بے حساب ہو کر پہنچتا ہے۔(۷٦)

یہ تو ایک اُمّتی کا ایک نیک کام ہے، اب روزانہ کتنے اُمّتی کتنے نیک کام کرتے ہیں، اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو کتنا ثواب پہنچایا جاتا ہے، جو حساب سے باہر ہے، حدیث میں ہے:

''مَنۡ دَلَّ عَلٰی خَیۡرٍ فَلَهٗ مِثۡلُ أَجۡرِ فَاعِلِهٖ'' (۷۷)

یعنی، جو شخص نیکی پر رہبری کرے اُس کو کرنے والے کی طرح ثواب ملتا ہے۔

اور تمام جہانوں کے اعلیٰ رہبر تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہی ہیں، جو کوئی کسی قسم کی بھی نیکی کرتا ہے یا قیامت تک کرے گا، وہ حضور ﷺ کی رہبری میں کرے گا تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اَجر کا کیا پوچھنا۔

۷٤۔ خزائن العرفان، سورة القلم، ٦۸/ ۱۳، ص ٦۷۲

۷۵۔ سورة القلم:٦۸/ ۳

۷٦۔ سعادة الدّارین، المقدمة المسئلة الرّابعة، ص ٤۷، ٤۸

۷۷۔ صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل إعانة الغازی فی سبیل الله الخ، برقم: ٤۹۳۳/ ۱۳۳۔ (۱۸۹۳)، ص ۹۳۷، ۹۳۸

Ishaate Islam

امام ربّانی مُجدِّد الف ثانی فاروقی سرہندی اپنے ''مکتوبات'' میں فرماتے ہیں، جب ''ذِکر'' نبی ﷺ سے ماخوذ ہے تو اُس کا ثواب جس قدر ذِکر کرنے والے کو پہنچتا ہے اُس قدر ثواب آنحضرت ﷺ کو بھی پہنچتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا" (۷۸)

یعنی، جس شخص نے کسی نیک طریقہ کو جاری کیا، اُس کو اُس کا اپنا اجر بھی ملے گا اور اُس شخص کا بھی جو اُس پر عمل کرے گا۔

اِس طرح جو نیک عمل اُمتیوں سے وُجود میں آتے ہیں، اُس عمل کا اَجر جس طرح عامل کو پہنچتا ہے اِسی طرح رسول اللہ ﷺ کو بھی جو اُس عمل کے واضع ہیں پہنچتا ہے، بغیر اِس کے کہ عامل کے اَجر کو کچھ کم کریں، اِس بات کی ضرورت نہیں کہ عمل کرنے والا پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کی نیت پر عمل کرے کیونکہ وہ حق تعالیٰ کا عطیہ ہے، عامل کو اُس میں کچھ دخل نہیں، ہاں اگر عامل سے پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کی نیت بھی ظاہر ہو جائے تو عامل کے زیادہ اَجر کا باعث ہے اور یہ زیادتی بھی نبی کریم ﷺ کی طرف عائد ہوگی (یعنی لوٹ گی)۔(۷۹)

لطیفہ: شطرنج کے ایجاد کرنے والا شطرنج کو لے کر بادشاہ کے پاس گیا، بادشاہ نے کہا کہ کچھ انعام مانگو، اُس نے کہا کہ میرے شطرنج کے خانوں کو چاولوں سے اِس طرح بھر دو، کہ ہر اگلے خانے میں پہلے خانہ سے دوگنا ہوں، یعنی پہلے خانہ میں ایک دوسرے میں دو تیسرے میں چار چوتھے میں آٹھ، پانچویں میں سولہ، بادشاہ نے کہا جاؤ یہ حساب کون لگائے، جو چاول

۷۸۔ صحیح مسلم، کتاب الزّکاۃ، باب الحثّ علی الصّدقۃ و لو الخ، برقم: ۲۳۱٤/ ٦۹۔ (۱۰۱۷)، ص ٤٥۳، کتاب العلم، باب مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً الخ، برقم: ٦۸۹۷، ۱۵/۰۔ (۱۰۱۷م)، ص ۲۸٤

أیضاً سُنَن النّسائی، کتاب الزّکاۃ، باب التّحریض علی الصّدقۃ برقم: ۲۵۵٤، ۳/۵/٥٤، ٥٥

أیضاً سُنَن ابن ماجۃ، المقدمۃ، باب مَن سنّ سُنّةً حسنةً الخ، برقم: ۲۰۳، ۱/۱۲۵

أیضاً سُنَن التّرمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فیما دعا إلی هُدیً الخ، برقم: ۲٦۷۵، ۳/٤۷۲، ٤۷۳

۷۹۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر ۵۷، ص ۲۰

کے بورے باورچی خانہ میں ہیں سب لے لو، اِس پر شطرنج کے مالک نے کہا سرکار مجھے تو حساب سے دو جب حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ساری دنیا کے ممالک میں اتنے چاول نہیں ہوتے جتنے حساب سے اُس نے مانگے ہیں، وجہ یہ ہے کہ شطرنج کے چونسٹھ خانے ہیں، آٹھ چاول ایک رتی، آٹھ رتی کا ایک ماشہ، بارہ ماشے کا ایک تولہ، اَسّی تولے کا ایک سیر، جو حساب لگایا چھبیسویں خانہ میں ایک من چاول بنے، اب جو فی خانہ دوگنا کیا گیا تو آخر میں اتنا چاول ہوا کہ اگر اُس چاول کی قیمت میں سونا دیا جائے، اگر چاول فی روپیہ چار کلو ہو اور سونا پچیس روپے تولہ تو سونا انیس کروڑ من ہوتا ہے، چاولوں کا حساب ہی کیا لگتا یہ چونسٹھ کا حساب تھا جو بادشاہ پورا نہ کر سکا۔

مگر ہمارے آقا کی بارگاہ میں اُمتی کا عمل جب پہنچتا ہے تو دوگنا، چہار گنا، آٹھ گنا علی الترتیب اتنا بڑھ جاتا ہے کہ عدد وہاں کام نہیں کرتا، یہ حساب و کتاب دنیا کے حساب دانوں کا مگر ربّ العالمین دینے والا اور لینے والے محبوب کریم ﷺ، نہ دینے والے کے خزانوں میں کمی نہ ہی لینے والے محبوب کریم ﷺ کے دامن کی کوئی حد، اور نہ ہی محبوب کریم ﷺ کے تقسیم کرنے میں کوئی کمی۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا ‏ ‏ ‏ دریا بہا دیئے ہیں دُرّ بے بہا دیئے ہیں
ان کی نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو ‏ ‏ ‏ جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
اِک دل ہمارا کیا ہے اس کا آزار کتنا ‏ ‏ ‏ اُن نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں
اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں ‏ ‏ ‏ جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

﴿وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ (۸۰)

ترجمہ: اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔ (کنز الایمان)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ ''خُلق'' کے متعلق فرماتے یعنی خُلق نفس کے اُس ملکہ اور استعداد کو کہتے ہیں جس میں وہ پایا جائے اُس کے لئے افعالِ جمیلہ اور خصالِ حمیدہ پر عمل پیرا ہونا آسان اور سہل ہو جائے۔(۸۱)

۸۰۔ سورۃ القلم: ٦۸/٤

۸۱۔ التفسیر الکبیر، سورۃ (٦۸) القلم، الآیۃ: ٤، ۱۰/٦۰۱

Ishaat e Islam

پھر فرماتے ہیں کسی اچھے اور خوبصورت فعل کا کرنا الگ چیز ہے، لیکن اُس کو سہولت اور آسانی سے کرنا الگ چیز ہے، کام خُلق اُس وقت کہلائے گا، جب اُس کے کرنے میں تکلُّف سے کام لینے کی نوبت نہ آئے۔(۸۲)

یعنی جس طرح آنکھ بے تکلُّف دیکھتی ہے کان بے تکلُّف سُنتے ہیں، زبان بے تکلُّف بولتی ہے، اِسی طرح صفات، شجاعت، حیا، حق گوئی، تقویٰ وغیرہ تجھ سے کسی تردُّد اور توقُّف کے بغیر صُدور پذیر ہونے لگیں تو اُس وقت اِن اُمور کو تیرے اَخلاق شمار کیا جائے گا، عظیم، بہت بڑا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ

لَا یُدْرِکُ شَأْوَہٗ اَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ (۸۳)

یعنی مخلوق میں سے جس کی سُرعتِ رفتار یا بلند عزم کو کوئی نہ پا سکے اُسے عظیم کہتے ہیں۔

''عـلٰـی'' استعلاء کے لئے ہے(۸۴) یعنی کسی پر حاوی ہونا، چھا جانا اور قابو پا لینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، آیت یوں نہیں ''وَ اِنَّ لَکَ خُلُقًا عَظِیْمًا'' بلکہ ''وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ'' ہے، حق یہ ہے کہ اخلاقِ حمیدہ اور افعالِ پسندیدہ پر حضور ﷺ کا قبضہ ہے، یہ سب زیرِ فرمان ہیں، یہ سب مُرکب ہیں حضور ﷺ اُن کے راکب اور شہسوار ہیں، اِس لئے حضور ﷺ کو اِن اُمور کے لئے کسی تکلُّف اور بناوٹ کی ضرورت نہیں، آفتابِ محمدی سے صفاتِ محمدیہ اور کمالاتِ احمدیہ کی کرنیں خود بخود پھوٹتی رہتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے بھی حکم دیا:

﴿قُلْ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ﴾ (۸۵)

ترجمہ: (اے حبیب!) تم فرماؤ کہ میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ (یعنی تکلُّف کرنے) والوں میں نہیں۔ (کنز الایمان)

۸۲۔ التفسیر الکبیر، سورۃ (۶۸) القلم، الآیۃ: ۴، ۱۰/۶۰۱

۸۳۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۶۸) القلم، الآیۃ: ۴، ۲۹/۴۰

أیضاً تفسیر روح البیان، سورۃ (۶۸) القلم، الآیۃ: ۱۔۶، ۱۰/۱۲۱

۸۴۔ التفسیر الکبیر، سورۃ (۶۸) القلم، الآیۃ: ۴، ۱۰/۶۰۱

۸۵۔ سورۃ ص: ۳۸/۸۶

﴿اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾(۸۶) فرما کر بتا دیا کہ حضور ﷺ کی ذات تمام کمالات کی جامع ہے، وہ کمالات جو پہلے نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے وہ مجموعی طور پر اپنی تمام جلوہ سامانیوں اور اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ اُس ذاتِ اَقدس و اَطہر میں موجود ہیں، شکرِ نوح، خلّتِ ابراہیم، اِخلاصِ موسیٰ، صِدقِ اسماعیل، صبرِ یعقوب و ایوب، تواضعِ سلیمان علیہم الصلوٰۃ والسّلام سب یہاں جمع ہیں۔ (۸۷)

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری — آنچہ خُوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (۸۸)

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّ فِیْ خُلُقٍ — وَ لَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّ لَا کَرَمٖ (۸۹)

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا — یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمٖ (۹۰)

یعنی، نبی کریم ﷺ اپنی ظاہری شکل میں اور صورت و سیرت و اخلاق کے اعتبار سے تمام انبیاء سے برتر ہیں، کوئی نبی آپ کے مقامِ علم اور شانِ کرم کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا، حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی آفتاب ہے سارے انبیاء آپ کے ستارے ہیں اور وہ ستارے عہدِ جاہلیت کے اندھیروں میں آپ کے اَنوار اور تابانیوں کو ظاہر کرتے رہے ہیں۔

اور عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بودھم بحر مکرمت ھم کان — کوھرش کان خلقہ القران

۸۶۔ سورۃ القلم: ۶۸/۴

۸۷۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (۶۸) القلم الآیۃ: ۱۔۲، ۱۰/۱۲۲ اسی مقام پر لکھتے ہیں کہ کسی عارف نے کہا

لِکُلِّ نَبِیٍّ فِی الْاَنَامِ فَضِیْلَۃٌ — وَ جُمْلَتُھَا مَجْمُوْعَۃٌ لِمُحَمَّدٍ (ﷺ)

یعنی، ہر نبی کو لوگوں میں فضیلت ہے اور جملہ فضائل حضرت محمد ﷺ کے لئے جمع کر دیئے گئے ہیں۔

۸۸۔ یعنی، حضرت یوسف علیہ السلام کا حُسن، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پھونک، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا روشن ہاتھ وہ جو انبیاء علیہم السلام جدا گانہ کمالات رکھتے ہیں آپ تنہا سارے کمالات رکھتے ہیں

۸۹۔ قصیدۃ البردۃ، برقم: ۳۸، ص ۳۸

۹۰۔ قصیدۃ البردۃ، برقم: ۵۳، ص ۴۲

وصف خلق کسی کہ قرانست　　　　خلق را نعت اوچہ امکانست(۹۱)

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب کسی نے خُلقِ مُصطفوی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن" (۹۲)

یعنی، حضور ﷺ کا خُلق قرآن تھا۔

ایک دوسرے نے یہی سوال کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ "سورۃ المومنون" کی پہلی دس آیتیں پڑھ لو۔(۹۳)

حکیم ترمذی نے فرمایا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے خُلق سے کسی کا خُلق اعلیٰ نہیں کیونکہ حضور اپنی مرضی اور مشیّت سے دستکش ہو گئے اور اپنے آپ کو کلیۃً حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا، امام قُشیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ نہ آلام و مصائب کے باعث شاہدِ حقیقی سے منہ موڑا اور نہ جُود و عطا سے دامن بھر لینے کے بعد اُس سے بے رُخی برتی۔(۹۴)

حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے خُلق کو عظیم اِس لئے کہا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بغیر حضور کی کوئی خواہش نہ تھی۔(۹۵)

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

۹۱۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (٦٨) القلم الآیۃ:١۔٦، ١٠/١٢٢، ١٢٣

۹۲۔ دلائل النّبوّۃ للبیھقی، باب ذکر أخبار رویت فی شمائلہ و أخلاقہ الخ، ١/١٣١

أیضاً المسند للإمام أحمد، برقم:٢٤٦٤٥، ٦/٩٢، ١٦٤

أیضاً أخلاق النّبیّ ﷺ للأصبھانی، ص٢٢

۹۳۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب جامع صلاۃ اللیل و من نام عنہ أو مرض، برقم: ١٦٨٦/١٣٩۔ (٧٤٦)، ص٣٣٤

أیضاً أخلاق النّبیّ ﷺ للأصبھانی، ص٢٩

۹۴۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (٦٨) القلم الآیۃ: ١۔٦، ١٠/١٢٣

۹۵۔ تفسیر القرطبی، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ: ٤، ٩/١٨/٢٢٧

أیضاً تفسیر المظھری، سورۃ القلم، ٩/٣٧٠

أیضاً تفسیر روح البیان، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ:١۔٦، ١٠/١٢٣

لَہٗ ھِمَمٌ لَا مُنْتَھٰی لِکِبَارِھَا　　　　وَ ھِمَّتُہُ الصُّغْرٰی أَجَلُّ مِنَ الدَّھْرِ (۹٦)

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ کی ہمتیں اور حوصلے بے شمار ہیں، جو اُن میں سے بڑے حوصلے ہیں، اُن کی تو حد ہی نہیں، حضور ﷺ کی چھوٹی سے چھوٹی ہمت اور حوصلہ زمانہ سے بزرگ تر ہے۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشادِ گرامی ہے:

أَدَّبَنِیْ رَبِّیْ تَأْدِیْبًا حَسَنًا (۹۷)

یعنی، اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور اُس کا ادب سکھانا بہت خوب تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے لگاتار دس سال حضور ﷺ کی خدمت کی، حضور ﷺ نے مجھے کبھی بھی اُف نہیں کہا، جو کام میں نے کیا اُس کے متعلق کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تو نے کیوں کیا، اور جو کام نہیں کیا اُس کے متعلق کبھی نہیں پوچھا کیوں نہیں کیا، (۹۸) حضور ﷺ حُسن و جمال میں تمام لوگوں سے برتر تھے، میں نے کسی اطلس یا ریشم کو حضور ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں پایا، کوئی مُشک کوئی عطر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے پسینے سے زیادہ خوشبودار میں نے نہیں سونگھا۔(۹۹)

۹٦۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (٦٨) القلم الآیۃ: ١۔٦، ١٠/١٢٣

۹۷۔ تفسیر القرطبی، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ:٤، ٩/١٨/٢٢٨

۹۸۔ صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب استخدام الیتیم فی السّفر و الحضر، برقم:٢٧٦٨، ٢/٢١٤

أیضاً صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب کان رسول اللہ ﷺ أحسن النّاس خُلقاً، برقم: ٦٠٧٧، ٦٠٧٨/٥١، ٦٠٧٩/٥٢، ٦٠٨٠/٥٣۔ (٢٣٠٨)، ص ١١٣٠، ١١٣١

أیضاً سُنَن التّرمذی، کتاب البرّ و الصّلۃ باب ما جاء فی خُلُق النّبیّ ﷺ، برقم:٢٠١٥، ٣/١١٧، ١١٨

أیضاً الشّمائل، باب ما جاء خُلُق رسول اللہ ﷺ، برقم:٣٤٣، ص٢١٦

أیضاً سُنَن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی الحلم و أخلاق النّبیّ ﷺ، برقم:٤٧٧٣، ٤٧٧٤، ٥/٨٧، ٨٨

أیضاً المسند للإمام أحمد، ٦/١٧٤، ٢٣٦، ٢٤٦

۹۹۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب رائحۃ النّبیّ ﷺ و لین مَسّہٖ، برقم:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے دن مومن کے میزان میں حُسنِ اَخلاق سے زیادہ بھاری اور کوئی چیز نہ ہوگی، اور اللہ تعالیٰ فحش کلام کرنے والے بدزبان سے بُغض رکھتا ہے''۔(۱۰۰)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''میرے نزدیک تم میں سے زیادہ محبوب اور روزِ قیامت تم میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اَخلاق اچھے ہوں گے''، پھر فرمایا، ''میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے دن تم میں سے سب سے زیادہ دُور بیہودہ باتیں کرنے والا، زبان دراز اور مُتَفَيْهِقُوْن ہوں گے''، عرض کیا گیا یارسول اللہ! پہلے دو لفظوں کا مطلب ہماری سمجھ میں آ گیا، تیسرے لفظ کا مطلب کیا ہے، فرمایا: ''متکبر لوگ''۔(۱۰۱)

''روح البیان'' میں علامہ اسماعیل حقّی نے یہ حدیث نقل کی ہے، حضور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام نے فرمایا ''اللہ کے نزدیک خُلق کی تین سو ساٹھ صورتیں ہیں، جس میں توحید کے ساتھ اُن میں سے ایک صورت بھی پائی گئی، وہ جنت میں داخل ہوگا''۔

قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: هَلْ فِيَّ مِنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اُن میں سے کوئی چیز مجھ میں بھی پائی جاتی ہے۔

قَالَ: "كُلُّهَا فِيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ وَ اَحَبُّهَا اِلَى اللّٰهِ السَّخَاءُ" (۱۰۲)

حضور ﷺ نے فرمایا، ''اے ابو بکر! تم میں حُسنِ خلق کی سب کی سب

٨١/٦١٢٣ـ (٢٣٣٠)، ص ١١٣٧

أيضاً سُنَن الترمذي، كتاب البرّ و الصّلة باب ما جاء في خُلق النّبيّ ﷺ، برقم: ٢٠١٥، ١١٨،١١٧/٣

أيضاً المسند للإمام أحمد: ٦/ ١٧٤، ٢٣٦، ٢٤٦

١٠٠ـ سُنَن الترمذي، كتاب البرّ و الصّلة، باب ما جاء في حُسن الخُلق، برقم: ٢٠٠٢، ١١٢/٣

١٠١ـ تفسير القرطبي، سورة (٦٨) القلم الآية: ٤، ٢٢٨/١٨/٩

١٠٢ـ تفسير روح البيان، سورة (٦٨) القلم، الآية: ١ـ٦، ١٢٣/١٠، وقال الشيخ أحمد عزّ و عناية: أخرج نحوه ابن سليم القرشي في حديث خيثمة (تحقيق روح البيان، ١٤١/١

صورتیں موجود ہیں، اور اُن میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخاوت بہت محبوب ہے''۔

صاحبِ تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی اِس مقام پر نقل فرماتے ہیں کہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آپ ﷺ کے ہمراہ اونٹنی یا گدھی پر سوار ہوئیں تو اُس نے تین مرتبہ سُوئے کعبہ سجدہ کیا اور بزبانِ فصیح بولی، میری پُشت پر افضل الانبیاء، سیّد المرسلین، حبیبِ کبریاء ﷺ سوار ہیں۔(۱۰۳) (غرضیکہ جانور نے اعتراف عظمت کیا)

امام احمد کی ''مسند'' اور امام مالک کے ''مؤطا'' (۱۰۴) میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (۱۰۵)

یعنی، میں اِس لئے مبعوث کیا گیا ہوں کہ اَخلاقِ حَسَنہ کی تکمیل کر دوں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے بڑھ کر حسین وجمیل (۱۰۶) اور سب سے زیادہ صاحبِ جُود وسخاوعطا (۱۰۷) اور شُجاع ترین تھے (۱۰۸) اور یہ کہ

١٠٣ـ تفسير المظهري، سورة القلم، ٣٦٩/٩

١٠٤ـ الموطّا للإمام مالك، كتاب حُسن الخُلق، باب ما جاء في حُسن الخُلق، (برقم: ٦٩٤/١/٤٧)، ص ٥٥٦

١٠٥ـ تفسير القرطبي، سورة القلم، ٢٢٧/١٨/٩

أيضاً تفسير المظهري، سورة القلم، ٣٧١/٩

١٠٦ـ صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النّبيّ ﷺ، برقم: ٣٥٤٩، ٤٢٥/٢

أيضاً صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب في صفة النّبيّ ﷺ و أنه كان أحسن النّاس وجهاً، برقم: ٩١/٢١٣٤ـ (٢٣٣٧)، ص ١١٣٩

١٠٧ صحيح البخاري، كتاب بدء الوحي، باب: ٦، برقم: ٥، ٧/١

أيضاً صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب كان النّبيّ ﷺ أجود النّاس بالخير الخ، برقم: ٦٠٧٥، ٦٠٧٦/ ٥٠ (٢٣٠٨)، ص ١١٣٠

١٠٨ـ صحيح البخاري، كتاب الجهاد و السّير، باب الشّجاعة في الحرب و الجُبن، برقم: ٢٨٢٠، ٢٢٨/٢

أيضاً صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب شجاعة النّبيّ ﷺ الخ، برقم: ٦٠٧٢/ ٤٨ـ (٢٣٠٧)، ص ١١٢٩، ١١٣٠ بلفظ عن أنس قال: كان رسول الله ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَ كَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ الخ

Ishaate Islam

رسول اللہ ﷺ نے کسی سائل کو جواب میں ''لا'' کبھی نہ فرمایا۔(۱۰۹)

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا   نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام طائف تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے وہاں کے لوگوں نے بہت گستاخیاں کیں، یہاں تک کہ آپ کو زخمی کر دیا، جبریل امین نے عرض کی حضور دعا فرمائیں ابھی ابھی اِن کو ہلاک کر دیا جائے،فرمایا،''جبریل! میں رحمت بن کر آیا ہوں، زحمت بن کر نہیں آیا، اے اللہ! اِن پتھر برسانے والوں پر رحمت برسا دے، یہ نہیں جانتے میں کون ہوں''، جبریل نے عرض کیا، اے اللہ کے حبیب! یہ تو اب ایمان نہ لائیں گے،فرمایا،''اُمید ہے کہ اِن کی اولاد ایمان لے آئے''،فتحِ مکہ کے روز ہر ایک خوف سے لرزاں اور ترساں تھا اُن میں سے ہر ایک مایوسی اور ناکامی کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا،خوف کے مارے اُن کے چہرے زرد پڑ گئے تھے،اُس وقت سرورِ کونین ﷺ نے اُن سے دریافت کیا:

''اے جماعتِ قریش! آج تمہارا وہ غرور اور گھمنڈ کہاں ہے، سنو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اُس جاہلیت کے غرور اور تکبّر اور نسب کے فخر کو مٹا دیا ہے، تمام آدمی آدم کی اولاد ہیں، اور حضرت آدم علیہ السّلام خاک ہی سے بنے تھے''۔

قریش نے یہ سُن کر کچھ جواب نہ دیا، شرم و ندامت سے اُن کی نظریں زمین پر گڑی ہوئی تھیں، حضور ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا،''اے قریشی سردارو! تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سُلوک کروں گا''۔

سردارانِ قریش نے جواب دیا، آپ ہمارے شریف بھائی ہیں، اور شریف برادر زادہ ہیں، یہ جواب سُن کر نبی کریم ﷺ نے یہ کلمات فرمائے:

اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ وَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ اَرْحَمُ الرّٰاحِمِيْنَ (۱۱۰)

۱۰۹۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب ما سُئل رسول اللہ ﷺ قطّ فقال: لا الخ، برقم:۶۰۸۴۔۵۶/ (۲۳۱۱)، ص ۱۱۳۱

۱۱۰۔ السُّنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب السّیر، باب فتح مکة حرّسها اللّٰہ تعالیٰ، برقم:۱۸۲۷۶، ۹/۲۰۰

''جاؤ تم آزاد ہو، آج تم پر کوئی ملامت یا گرفت نہیں اور اللہ تعالیٰ بھی تم کو معاف فرما دے گا وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے''۔

ولید بن مغیرہ نے نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخانہ الفاظ کہے اُس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کو قسم بیان فرما کر اور آپ کے اَوصافِ حمیدہ بیان کر کے حضور ﷺ کے دل سے اُس غم واندوہ کو دُور فرمایا(۱۱۱)، کیسی ہے شانِ مصطفیٰ ﷺ جن کی دلجوئی اللہ عزّ وجلّ اپنے کرم خاص سے فرماتا ہے، اور محبوب کے سامنے اپنی رحمتوں برکتوں اور لازوال نعمتوں کا ذکر فرما کر محبوب ﷺ کی شان کو بلند و بالا فرماتا ہے، صلّی اللہ علیہ والہٖ وبارک وسلم

اُسے   منظور   بڑھانا   تیرا

۳۴۔ ﴿اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَ اللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ﴾ (۱۱۲)

ترجمہ: بے شک تمہارا ربّ جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی اور اللہ رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے، اسے معلوم ہے کہ اے مسلمانو! تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا تو اس نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔(کنز الایمان)

جب حضور نبی کریم ﷺ پر ﴿قُمِ الَّيْلَ﴾(۱۱۳) کا حکم نازل ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ پر نمازِ تہجد ادا کرنا اور اُس میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا فرض ہو گیا، بعض علماء فرماتے ہیں کہ ابتداء میں نمازِ تہجد تمام مسلمانوں پر فرض تھی اور بعض کا خیال ہے کہ نمازِ تہجد صرف حضور ﷺ پر ہی فرض تھی،(۱۱۴) لیکن جب مسلمانوں نے اپنے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو نصف

۱۱۱۔ دیکھئے: سورۃ (۶۸) القلم، آیت: ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳

۱۱۲۔ سورۃ المزّمّل: ۷۳/۲۰

۱۱۳۔ سورۃ المزّمّل: ۷۳/۲

۱۱۴۔ علامہ ابوالحسنات اِس قول کے تحت لکھتے ہیں کہ ''فرضیت سب کے لئے نہ تھی، فرضیت آپ ﷺ کے

شب یا کم و زیادہ عبادت میں مصروف دیکھا تو اُن کے دل میں اپنے پیارے نبی ﷺ کی اتباع کا شوق پیدا ہوا اور وہ بھی اپنے ہادی و مولیٰ کے ساتھ اپنے مالک کی عبادت میں مشغول رہنے لگے، کیونکہ نصف رات کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے تھے اِس لئے بسا اوقات دو تہائی رات نماز پڑھتے پڑھتے گزر جاتی، یہاں تک کہ اُن کے پاؤں سوج گئے چہروں کی رنگت زرد پڑ گئی، اللہ تعالیٰ نے لُطف و کرم فرمایا اِس حکم میں تخفیف کر دی، اب نصف رات جاگنے کی پابندی نہیں، جتنا تم آسانی سے جاگ سکتے ہو اور جتنا بآسانی قرآن پڑھ سکتے ہو اتنا ہی کافی ہے۔

یہ آیت پہلے حکم کے کتنے عرصہ بعد نازل ہوئی اِس میں مختلف قول ہیں، آٹھ ماہ، سولہ ماہ، ایک سال کی مختلف روایات منقول ہیں، امام ابن جریر نے اپنی ''تفسیر'' میں بارہ ماہ کا عرصہ لکھا ہے، (۱۱۵) بعض نے اِس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ تم اس کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے، (۱۱۶) اس وقت کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا جس سے بالیقین پتہ چل جائے کہ ٹھیک آدھی رات گزر گئی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں نرمی فرما دی اور بعض نے ''لَنْ تُحْصُوْہُ'' کا معنی ''لَنْ تُطِیْقُوا قِیَامَہٗ'' کیا ہے (۱۱۷) کہ تم ہمیشہ اتنی دیر قیام کی طاقت نہیں رکھتے تم اس حکم کو نباہ نہ سکو گے، کیونکہ بیماری، سفر وغیرہ کے عوارض انسان کے ساتھ ہیں، جن کے باعث نصف رات جاگنا از حد مشکل ہو جاتا، اِن وجوہ کی بنا پر لوگ ایسا نہ کر سکتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تم پر آسانی اور تخفیف کر دی، اب جتنا آسانی سے جاگ سکتے ہو اور آسانی سے تلاوت کر سکتے ہو، اتنا ہی کافی ہے۔

''تفسیر الحسنات'' (۱۱۸) میں ہے کہ علماء کا اِس میں اختلاف ہے کہ نمازِ تہجد سُنَنِ الزوائد

لئے خاص تھی البتہ تخفیف اُمت کے ضُعف کے پیشِ نظر فرمائی گئی کہ اتباعِ سنّت میں یہ اُمر اُن کے حق میں نفل ہو جائے اور برکاتِ قیامِ شب سے محروم نہ ہوں کیونکہ آپ ﷺ کی اتباع و پیروی دین کی اصل ہے (تفسیر الحسنات، سورۃ المزمّل، ۷/۲۹)

۱۱۵۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ المزمّل، الآیۃ: ۱۹، ۲۰، ۱۲/۲۹۵

۱۱۶۔ تفسیر المظھری، سورۃ المزمّل، الآیۃ: ۲۰، ۱۰/۷۸

۱۱۷۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ المزمّل، الآیۃ: ۱۹، ۲۰، ۱۲/۲۹۳

۱۱۸۔ تفیسر الحسنات، سورۃ المزمّل، ۷/۲۹/۱۰۳۵، ۱۰۳۶

سے ہے یا سنّتِ مؤکدہ تو جمہور کے نزدیک نمازِ تہجد سُنَنِ الزَّوائد سے ہے یعنی مستحب ہے، البتہ مستحبات میں افضل ترین ہونے کی وجہ سے اِس کے ترک کو ناپسندیدہ جانا گیا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ''اُس شخص کی طرح نہ ہونا جو پہلے نمازِ تہجد پڑھا کرتا تھا پھر اس نے اُسے ترک کر دیا''۔ (۱۱۹)

اور امام ترمذی نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم (لوگ) نمازِ شب کا التزام کرو کہ یہ گزشتہ اُمّتوں کے صالحین کا طریقہ ہے اور (بے شک قیامِ لیل) قُربِ الٰہی کا ذریعہ، گُناہوں کو باز رکھنے والا ہے، اور خطاؤں کو مٹانے والا (اور بیماری کو جسم سے دُور کرنے والا ہے)۔ (۱۲۰)

اِس کی تفسیر میں بعض علماء کا فرمانا ہے کہ مراد پنجگانہ نمازوں میں قرأت ہے، اور حسن کا قول ہے کہ مغرب اور عشاء کی قرأت مراد ہے، اور نماز میں قرأت کی کتنی مقدار واجب ہے امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر فاتحہ پڑھو، پھر جو کچھ چاہو پڑھو۔ (۱۲۱) اور امام دار قطنی کی روایت میں فاتحہ سے پہلے ثناء پڑھنا بھی آیا ہے۔ (۱۲۲) اور فاتحہ کے بعد یہ الفاظ آئے ہیں اور جس چیز کے پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے یعنی ''فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ''۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اِسی حکم کے تحت نماز میں کم از کم ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات مثل سورۂ کوثر جوازِ نماز کے لئے کافی ہیں، (۱۲۳) یعنی اس قدر

۱۱۹۔ الزّھد لابن المبارك، برقم: ۹۶۱، ص ۵۱٤

۱۲۰۔ سُنَن التّرمذی، کتاب الدّعوات، باب ما جاء فی دُعاء النّبیّ ﷺ، برقم: ۳۵٤۹، ۳۹۱/٤
أیضاً مشکاۃ المصابیح، کتاب الصّلاۃ، باب التّحریص علی قیام اللّیل، الفصل الثّانی برقم: ۱۲۲۷، ۱۔۲/۲٤۲

۱۲۱۔ المسند للإمام أحمد: ۲/٤۲۰

۱۲۲۔ سُنن الدّار قطنی، کتاب الصّلاۃ، باب دعاء الاستفتاح بعد التّکبیر، برقم: ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱/۱/۲۹۸

۱۲۳۔ جب کہ ''ھدایہ'' میں ہے کہ امامِ اعظم کے نزدیک کم از کم ایک آیت اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) کے نزدیک ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات جوازِ نماز کے لئے کافی ہیں، دیکھئے: الھدایۃ کتاب الصّلاۃ، باب صفۃ الصّلاۃ، فصل فی القرأۃ، ۱۔۲/٦۷

قرأت لازم ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی (۱۲٤) اور امام احمد کا مذہب بھی یہی ہے، البتہ اُن کے نزدیک فاتحہ کے بعد قرأتِ سورت مسنون ہے واجب نہیں، اور اُن کے ساتھ امام شافعی اور امام مالک کا مذہب بھی یہی ہے، اور وہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہ ہونے کے قائل ہیں، یعنی فرض قرار دیتے ہیں، امام ابو حنیفہ کے نزدیک فاتحہ اور اُس کے ساتھ کسی سورت کا انضمام (یعنی ملانا) واجب ہے۔ کما قیل فی "الهداية" (۱۲۵)

اور امام کے پیچھے سورت الفاتحہ کا پڑھنا اختلافی مسئلہ ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک امام کے پیچھے کسی نماز میں بھی خواہ سری ہو یا جہری سورۂ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت ہے، اور اُن کی دلیل امام احمد (۱۲٦) اور دار قطنی (۱۲۷) کی مروی حدیث حجت ہے:

"قِرَاْۃُ الْاِمَامِ قِرَاْۃٌ لَہٗ" (۱۲۸)

یعنی، امام کی قرأت مقتدی کو بھی کافی ہے۔ (۱۲۹)

اور امام ابو داؤد نے بھی اِس حدیث کو روایت کیا ہے اور یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح

۱۲٤۔ یعنی مطلقاً قرأت فرض ہے سورۂ فاتحہ پڑھنا اور اس کے ساتھ چھوٹی سورت جیسے سورۂ کوثر، چھوٹی تین آیات اس طرح ایک آیت یا دو آیات جو چھوٹی تین آیات کے برابر ہوں فرض کی پہلی دو رکعات میں اور فرائض کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں ملانا واجب ہے جیسا کہ "در مختار" (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ص ٦٤) میں ہے۔

۱۲۵۔ الهداية، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١۔٢/٦٠

۱۲٦۔ المسند للإمام أحمد، ٣/٣٣٦

۱۲۷۔ سُنن الدار قطني، كتاب الصلاة، باب ذكر قوله ﷺ "من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة، برقم: ١٢٢٣، ١/١/٣٢١

۱۲۸۔ سُنن ابن ماجة، كتاب الصلاة، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا، برقم: ٨٥٠، ١/٤٦٠

۱۲۹۔ اور حدیث شریف جسے امام ولی الدین تبریزی نے "مشكاة المصابيح" کے كتاب الصلاة، باب القرأة في الصلاة (الفصل الأول) میں نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہ کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ "جب امام قرأت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ" اس کے تحت شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی لکھتے ہیں کہ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کے منع ہونے اور اس پر جہری خواہ سری نماز میں قرأت کے واجب نہ ہونے کی دلیل ہے۔ (لمعات التنقيح، كتاب الصلاة، باب القرأة في الصلاة، الفصل الأول، برقم: ٨٢٧ (٦)، ٣/١٣٤)

ہے، جسے امام محمد نے "مؤطا" (۱۳۰) میں بطریق موسیٰ بن ابی عائشہ عن عبداللہ بن شداد عن جابر روایت کیا ہے۔ (یہاں پر "تفسیر الحسنات" کا بیان مکمل ہوا) (۱۳۱)

نمازِ تہجد اُمت کے حق میں اگر چہ نہ فرض ہے اور نہ واجب لیکن صحابہ کرام علیہم الرضوان جو نبی ﷺ کے افعال کے اتباع کو اپنے لئے ضروری و لازمی جانتے تھے اُن سے یہ متصوّر نہیں کہ وہ اس کے تارک ہوں چنانچہ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بات میں بکثرت احادیث و آثار ہیں جن کا احاطہ نہیں ہو سکتا، لیکن بحیثیت مجموعی طور پر یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کے افعال کی پیروی اور اتباع کیا کرتے تھے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

جب آپ ﷺ نے اپنی نعلین مبارک اُتاری تو تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی جوتیاں اُتار دیں۔ (۱۳۲)

۱۳۰۔ مؤطا الإمام مالك رواية محمد بن حسن شيباني، أبواب الصلاة، باب القرأة في الصلاة خلف الإمام، برقم: ١١٧، ص ٦١

۱۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس وہ جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو" اِس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی "سُنَن" کے كتاب الصلاة، (باب الإمام يصلي من قعود، برقم: ٦٠٤، ١/٢٨٧) میں، امام نسائی نے اپنی "سُنَن" کے كتاب الإفتتاح و باب إكتفاء المأموم بقرأة الإمام، برقم: ٩٢٢، ١/٢/١٠٤) میں، امام ابن ماجہ نے اپنی "سُنَن" کے كتاب الصلاة (باب إذا قرأ الإمام فأنصتو، برقم: ٨٤٦، ١/٤٥٨) میں اور امام احمد نے "المسند" (٤/٣٥٣) میں روایت کیا اور ولی الدین تبریزی نے "مشكاة المصابيح" کے كتاب الصلاة، باب القرأة في الصلاة (الفصل الثاني، برقم: ٨٥٧، ١۔٢/١٧٨) میں نقل کیا ہے۔

۱۳۲۔ سُنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب الصلاة في النعل، برقم: ٦٥٠، ١/٣٠٢
أيضاً سُنن الدارمي، كتاب الصلاة، باب الصلاة في النعلين، برقم: ١٣٧٨، ١/٢٣٥
أيضاً مسند عبد بن حُميد، من مسند أبي سعيد الخدري، برقم: ٨٨٠، ص ٢٧٨
أيضاً صحيح ابن خزيمة جماع أبواب اللباس في الصلاة، باب ذكر الدليل على أن المصلي الخ، برقم: ٧٨٦، ١/٤٠٥
أيضاً الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، كتاب الصلاة، باب فرض متابعة الإمام، ذكر

یہ تھا ذوق و محبت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا، (۱۳۳) یہ بھی اُن صحابہ کرام کی محبت کا صلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکالیف کو دیکھتے ہوئے پیارے محبوب ﷺ کی رحمت و شفقت پر کرم فرمایا کہ اس حکم میں آسانی کی اُمّت کی مغفرت کے غم میں رہتے تھے اور اپنے امتیوں کی معمولی سی تکلیف، دکھ، درد، مصیبت کو برداشت نہ فرماتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (۱۳۴)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر

الأمر لمن أتى المسجد الخ، برقم:۲۱۸۲، ۳/۳/۳۰۵، ۳۰۶

أيضاً المسند للإمام أحمد: ۳/۲۰، ۹۲

أيضاً بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني، كتاب الصّلاة، إجتناب النجاسة الخ، الصّلاة في النعل، برقم: ۱۴۲۷، ۱/۳۸۰

أيضاً فتح المتعال في مدح النّعال، الباب الأوّل، حكم الصّلاة في النّعال، ص ۴۵

۱۳۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ جمعہ کے دن حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے انہوں نے سُنا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بیٹھ جاؤ'' تو حضرت ابن مسعود مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے اور نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھ لیا، فرمایا اے عبداللہ بن مسعود اِدھر آؤ (سُنَن أبي داؤد، كتاب الصّلاة، باب الإمام يكلم الرّجل في خطبته أيضاً صحيح ابن خزيمة، كتاب الجمعة، جماع أبواب الأذان، باب أمر الإمام الخ، برقم: ۱۷۸۰، ۲/۸۶۳۔ أيضاً جامع بيان العلم و فضله، باب (۶۱) نكتة يستدلّ بها على استعمال عموم الخطاب الخ، برقم: ۸۶۲، ۲/۱۳۳، ۱۳۴) اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں تھے کہ آپ نے سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بیٹھ جاؤ'' تو وہ وہیں راستے میں بیٹھ گئے، رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس سے گزرے تو فرمایا ''تیرا کیا حال ہے؟'' عرض کی حضور میں نے آپ کو ''بیٹھ جاؤ'' فرماتے سنا تو میں بیٹھ گیا تو نبی کریم ﷺ نے (دعا دی کہ) ''اللہ تعالیٰ تیری طاعت کو زیادہ کرے'' (جامع بيان العلم و فضله، باب (۶۱) نكتة يستدلّ بها الخ، برقم: ۸۶۲، ۲/۱۳۴) متن اور حاشیہ میں ذکر کردہ ان چند واقعات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور ﷺ کے قول اور فعل کو واجب العمل گردانتے تھے، مسلمانو! حضرات صحابہ کرام کا عمل دیکھو پھر اپنے آپ کو دیکھو کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔

۱۳۴۔ سورة التوبة:۹/۱۲۸

تمہارا مُشقّت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ سے وہ تعلق ہے جسے یوں بیان فرمایا:

كُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رَضَائِيْ وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ (ﷺ) (۱۳۵)

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم، خُدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

۳۵۔ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ○ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ○﴾ (۱۳۶)

ترجمہ: تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ بے شک اِس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ تو جب ہم اُسے پڑھ چکیں اُس وقت اُس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو۔ پھر بے شک اِس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔ (کنز الایمان)

شانِ نُزول: بخاری و مسلم اور دیگر کُتُبِ احادیث میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نُزولِ وحی کی شِدّت کی وجہ سے جلد جلد پڑھتے، اور اپنی زبان مبارک اور اپنے مقدس ہونٹوں کو جلد جلد حرکت دیتے، اِس خوف سے کہ نازل شُدہ آیات سے کچھ حصہ یاد سے نہ رہ جائے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (۱۳۷)

نبوّت کی گراں ذمہ داریوں کا حضور ﷺ کو ازحد احساس تھا جب وحی نازل ہوتی تو حضور ﷺ پوری طرح متوجہ ہوتے اور جبریل امین جونہی اللہ تعالیٰ کے کلام کی قرأت شروع کرتے حضور بھی جلدی جلدی سے تلاوت فرماتے، مبادا کوئی لفظ رہ نہ جائے، بیک وقت تین

۱۳۵۔ ان کلمات کی تخریج کتاب کے ابتدائی صفحات میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ ہو۔

۱۳۶۔ سورة القيامة:۷۵/۱۶ تا ۱۹

۱۳۷۔ صحيح البخاري، كتاب بدء الوحي، باب:۴، برقم:۵، ۱/۷

أيضاً صحيح مسلم، كتاب الصّلاة، باب الاستماع للقراءة، برقم: ۹۳۵/۱۴۷۔ (۴۴۸)، ص ۲۱۳، ۲۱۴

أيضاً تفسير ابن كثير، سورة (۷۵) القيامة، الآية:۱۶، ۴/۵۸۰

أيضاً تيسير الوصول، سورة (۷۵) القيامة، الآية:۱۶، ص ۳۷۷

کام، سراپا توجہ بن کر سُننا، اُس کی تلاوت کرنا، اور اُس کے مفہوم کو سمجھنا بڑا دِقّت طلب اور تکلیف دِہ کام تھا، اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی یہ تکلیف گوارا نہ فرمائی، اِس زحمت سے بچانے کے لئے یہ ارشاد فرمایا۔

چونکہ یہاں قیامت اور قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر ہو رہا تھا مضمون کی اہمیت کے پیشِ نظر حضور ﷺ نے اپنے تین کاموں میں مزید کوشش فرمائی اللہ عزّ وجلّ نے اس شِدّت کو کم کرنے اور اِس تکلیف سے بچانے کے لئے اپنے پیارے نبی مکرم ﷺ پر خصوصی رحمت فرمائی ہے کہ محبوب! آپ کو اس قدر کوشش کرنے کی ضرورت نہیں، جب جبریل ہماری آیتیں پڑھ کر سُنا رہے ہیں تو اس وقت آپ صرف دھیان سے سُنتے جائیں اور یہ فکر نہ کریں کہ کلام کا کوئی حصہ فراموش ہو جائے گا یا کوئی حکم پوری طرح سمجھا نہ جائے گا، یہ فکر دل سے نکال دیں یہ کام ہم نے اپنے ذمہ لے لئے ہیں۔

جب جبریل وحی کا اِلقا کر چکیں گے تو اُس کا ایک ایک کلمہ ایک ایک حرف آپ کے حافظہ میں نقش ہو جائے گا، اِس سارے کلام کو ہم آپ کے سینہ مبارک میں جمع کر دیں گے، اور پھر ہر آیت کا، آیت کے ہر کلمہ کا مقصد اور مفہوم آپ کو سمجھا دینا یہ بھی ہمارا کام ہے، اِن چار آیات نے فتنۂ انکارِ سنّت کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیا، مُنکرینِ سنّت کے زبردست اعتراضات کا قلع قمع کر کے رکھ دیا، ہر وہ شخص جو قرآن کو خُداوند عالم کا کلام سمجھتا ہے اُس کے لئے نجات کا راستہ کشادہ ہو جاتا ہے۔

مُنکرینِ سنّت کا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر صرف قرآن کریم نازل فرمایا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی وحی حضور ﷺ پر نہیں اُتری، قرآن کی جو تعبیر یا احکامِ قرآنی کی جو تفصیل ہمیں کُتبِ احادیث میں ملتی ہے یہ حضور کی ذاتی رائے ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

قرآن کی ایک چھوٹی آیت ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ (۱۳۸) ترجمہ: ''پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کر دینا''۔ نے اعتراضات کے اس طومار کو نیست و نابود کر دیا، فرمایا جو کلام آپ پر نازل کیا جا رہا ہے اس کا یاد کرا دینا اُس کو آپ کے سینہ میں جمع کر دینا بھی ہمارا

۱۳۸۔ سورۃ القیامۃ: ۱۹/۷۵

کام ہے اور اُس کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔

یعنی قرآنِ کریم کے احکامات ارشادات کے مفہوم اور مُدّعا کو پوری طرح سمجھا دینا بھی ہماری ذمہ داری ہے، یہ آپ کی صوابدید یا اجتہاد پر موقوف نہیں، بلکہ ہم نے (جو عالم الغیب و الشہادہ ہیں، ماضی، حال، مستقبل کے زمانوں اور اُن کے ہر لحظہ بدلتے ہوئے تقاضوں کے خالق ہیں) انہیں کھول کر آپ کو سکھایا ہے، جب قرآن اور قرآن کا بیان دونوں مُنزّل من اللہ ہیں، تو دونوں کا اتباع ہر مومن پر لازم ہوگا اور کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ ایک تو واجبُ العمل قرار دے اور دوسرے کو ساقِطُ العمل۔

مُنکرینِ سنّت نے ﴿إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ایک حکم جو ایک جگہ قرآن میں مجملاً مذکور ہے، دوسری آیت میں اُس میں تفصیل درج کر دی گئی اور یہی بیان قرآن ہے جس کا وعدہ کیا گیا، اس کو وہ تفسیر القرآن بالقرآن پر بھاری بھرکم اور رُعب دار اصطلاح سے تعبیر کرتے ہیں، ہم بصد ادب اُن کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ سارے قرآن سے حج کرنے کا طریقہ ہمیں سمجھا دیں، ہم ان کی قرآن فہمی کی داد دیں گے اگر وہ سنّت کی روشنی کے بغیر حج ادا کرنے کے حکم کی تعمیل کریں گے تو انہیں نویں ذی الحجہ کا تعین ملے گا، نہ طواف کا طریقہ، نہ احرام کی تفصیلات، نہ سعی نہ دیگر افعالِ حج کا انہیں صحیح علم ہو گا، اُن کے اجتہاد کے مطابق ملّتِ اسلامیہ کا یہ بین الاقوامی اجتماع انتشار و اختلاف کی نذر ہو جائے گا۔

حج سے بھی زیادہ اہم عبادت نماز ہے، آپ نماز کے بارے میں قرآن کریم کی سب آیتوں کو چُن کر جمع کر لیں، پھر عربی لُغت کی ساری کُتب جو دستیاب ہو سکتی ہیں وہ بھی فراہم کر لیں، مزید یہ کہ عربی زبان کے ماہرین کو تلاش کریں اُن میں جو ماہر ترین ہوں اُن کی ایک جماعت کو بھی پاس بٹھا لیں اور ہمیں ''اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ'' کا معنی سمجھا دیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اِس حکم کی تعمیل ہم سے کس صورت میں چاہتا ہے، یہ لوگ برسوں مغز ماری کرتے رہیں، سنّتِ نبوی کی مدد کے بغیر آیت کریمہ کے اِن دو کلمات کا معنی نہیں بتا سکتے چہ جائیکہ سارے قرآن کو سمجھنے کا دعویٰ کریں۔

قرآن اور بیانِ قرآن (سنّت نبوی) اِس آیت کے مطابق سب مُنزّل من اللہ ہیں، ان

کو جُدا نہیں کیا جا سکتا عمل کرنا ہے تو دونوں پر عمل کرنا ہوگا ، اگر بیانِ قرآن کو نظر انداز کر دیں تو ممکن ہی نہیں کہ قرآن کا اس طرح اتباع کریں جس طرح اُس کے نازل کرنے والے کا منشاء ہے۔

چنانچہ قرآن پاک میں اللہ عزّ وجلّ کے ذکر کے ساتھ ذکر رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سُنیں:

﴿وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (١٣٩)

ترجمہ: اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا۔ (کنزالایمان)

﴿وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (١٤٠)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے۔ (کنزالایمان)

﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ﴾ (١٤١)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کے سوا۔ (کنزالایمان)

﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ﴾ (١٤٢)

ترجمہ: بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔ (کنزالایمان)

﴿وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ﴾ (١٤٣)

ترجمہ: اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔ (کنزالایمان)

﴿مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (١٤٤)

ترجمہ: جو خلاف کرے اللہ اور اُس کے رسول کا۔ (کنزالایمان)

﴿مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (١٤٥)

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول نے اُن کو دیا۔ (کنزالایمان)

﴿اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ﴾ (١٤٦)

ترجمہ: اسی لئے کہ وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے۔ (کنزالایمان)

١٣٩۔ سورة النساء:٤/١٣
١٤٠۔ سورة النساء:٤/١٤
١٤١۔ سورة التوبة:٩/١٦
١٤٢۔ سورة التوبة:٩/١
١٤٣۔ سورة التوبة:٩/٣
١٤٤۔ سورة التوبة:٩/٦٣
١٤٥۔ سورة التوبة:٩/٥٩
١٤٦۔ سورة التوبة:٩/٥٤

﴿وَ سَیَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (١٤٧)

ترجمہ: اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے۔ (کنزالایمان)

﴿اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (١٤٨)

ترجمہ: اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (کنزالایمان)

﴿الَّذِیْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (١٤٩)

ترجمہ: جنہوں نے اللہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا۔ (کنزالایمان)

﴿الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (١٥٠)

ترجمہ: وہ کہ اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے۔ (کنزالایمان)

﴿قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾ (١٥١)

ترجمہ: تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔ (کنزالایمان)

﴿وَ مَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (١٥٢)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرے۔ (کنزالایمان)

﴿فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ﴾ (١٥٣)

ترجمہ: تو اُس کا پانچواں حصہ خالص اللہ اور رسول کا ہے۔ (کنزالایمان)

﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (١٥٤)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنزالایمان)

﴿وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ﴾ (١٥٥)

ترجمہ: اور جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں۔ (کنزالایمان)

﴿اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (١٥٦)

١٤٧۔ سورة التوبة:٩/٩٤
١٤٨۔ سورة التوبة:٩/٧٤
١٤٩۔ سورة التوبة:٩/٩٠
١٥٠۔ سورة المائدة:٥/٣٣
١٥١۔ سورة الأنفال:٨/١
١٥٢۔ سورة الأنفال:٨/١٣
١٥٣۔ سورة الأنفال:٨/٤١
١٥٤۔ سورة المائدة:٥/٩١
١٥٥۔ سورة النور:٢٤/٥١
١٥٦۔ سورة النور:٢٤/٥٠

Ishaate Islam

ترجمہ: (یا یہ کہ ڈرتے ہیں کہ) اللہ و رسول اُن پر ظلم کریں گے۔ (کنزالایمان)

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ﴾ (۱۵۷)

ترجمہ: وہ جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے۔ (کنزالایمان)

﴿وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (۱۵۸)

ترجمہ: اور سچ فرمایا اللہ اور اُس کے رسول نے۔ (کنزالایمان)

﴿اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَ﴾ (۱۵۹)

ترجمہ: ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور اس کے رسول کا حکم مانا ہوتا۔ (کنزالایمان)

بکثرت آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ اپنے محبوب کا ذکر فرمایا۔ یہاں پر اُن میں سے چند کا ذکر کیا گیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے رسول للہ ﷺ کو تقریباً اپنے تیس (۳۰) ناموں سے مخصوص فرمایا وہ اسماء حسبِ ذیل ہیں:

الْأَكْرَمُ، الْأَمِيْنُ، الْأَوَّلُ، الْآخِرُ، الْبَشِيْرُ، الْجَبَّارُ، الْحَقُّ، الْخَبِيْرُ، ذُو الْقُوَّةِ، الرَّؤُوْفُ، الرَّحِيْمُ، الشَّهِيْدُ، الشَّكُوْرُ، الصَّادِقُ، الْعَظِيْمُ، الْعَفُوُّ، الْعَالِمُ، الْعَزِيْزُ، الْفَاتِحُ، الْكَرِيْمُ، الْمُبِيْنُ، الْمُهَيْمِنُ، الْمُقَدَّسُ، الْمَوْلٰى، الْوَلِيُّ، النُّوْرُ، الْهَادِيْ، طٰهٰ اور يٰسٓ (۱۶۰)

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَ شَقَّ لَهٗ مِنِ اسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ ۔۔۔ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَ هٰذَا مُحَمَّدٌ (۱۶۱)

یعنی، اللہ عزوجل نے اپنے نام سے آپ ﷺ کا نام نکالا، تاکہ آپ

۱۵۷۔ سورۃ النور: ۶۲/۲۴ ۔۔۔ ۱۵۸۔ سورۃ الأحزاب: ۲۲/۳۳

۱۵۹۔ سورۃ الأحزاب: ۶۶/۳۳

۱۶۰۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے جو تفصیل ذکر کی اُن میں سے مذکورہ بالا اسماء لئے گئے ہیں، دیکھئے: الشّفا بتعریف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الثّالث، فصل فی تشریف اللہ تعالىٰ بما سمّاہ بہ من أسمائہ الحُسنى الخ، ص ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷

۱۶۱۔ دیوان حسّان بن ثابت الأنصاری، قافیۃ الدّال، ص ۱۳۱

ﷺ کی عزت ہو پس صاحب عرش (اللہ تعالیٰ) محمود ہے اور آپ محمد ﷺ ہیں۔ (۱۶۲)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پس اِن تیس (۳۰) ناموں کے سوا اور بھی بہت سے اسماء قرآن کریم میں ملتے ہیں، اور وہ یہ ہیں:

الأَحَدُ، الأَصْدَقُ، الأَحْسَنُ، الأَجْوَدُ، الأَعْلٰى، الآمِرُ، النَّاهِي، البَاطِنُ، البَرُّ، البُرْهَانُ، الحَاشِرُ، الحَافِظُ، الحَفِيْظُ، الحَسِيْبُ، الحَكِيْمُ، الحَلِيْمُ، الحَيُّ، الخَلِيْفَةُ، الدَّاعِيُ، الرَّافِعُ، الوَاضِعُ، رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ، السَّلَامُ، السَّيِّدُ، الشَّاكِرُ، الصَّابِرُ، الصَّاحِبُ، الطَّيِّبُ، الطَّاهِرُ، العَدْلُ، العَلِيُّ، الغَالِبُ، الغَفُوْرُ، الغَنِيُّ، القَائِمُ، القَرِيْبُ، المَاجِدُ، المُعْطِيْ، النَّاسِخُ، النَّاشِرُ، الوَفِيُّ، حٰمٓ اور نٓوٓن (ﷺ) (۱۶۳)

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وَ ضَمَّ الْإِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ إِلٰى اسْمِهٖ ۔۔۔ إِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْهَدُ (۱۶۴)

یعنی، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا، جب مؤذن پانچوں وقت "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کہتا ہے تو اُس کے ساتھ "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کا بھی اظہار کرتا ہے۔ (۱۶۵)

اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے محبوب ﷺ سے کتنا پیار ہے، اپنے ذکر کے ساتھ محبوب کا ذکر شامل فرما کر آپ کی شان کو بلند فرمایا، چنانچہ ایک عاشقِ صادق جسے دنیا امام اہلسنّت کے نام سے جانتی ہے فرماتے ہیں:

۱۶۲۔ الشّفاء بتعریف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الثّالث، فصل فی تشریف اللہ تعالىٰ بما سمّاہ بہ الخ، ص ۱۵۴

۱۶۳۔ الخصائص الکبری، باب اختصاصہ ﷺ بما سمّی بہ من أسماء اللہ تعالیٰ، ۷۸/۱

۱۶۴۔ دیوان حسّان بن ثابت الأنصاری، قافیۃ الدّال، ص ۱۳۱

۱۶۵۔ الخصائص الکبری، باب اختصاصہ ﷺ باشتقاق اسمہ الشریف الشہیر من اسم اللہ تعالیٰ، ۷۸/۱

Ishaat-e-Islam

وہی نورِ حق وہی ظلِّ ربّ ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں اُن کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں
کروں تیرے نام پہ جان فدا نہ بس ایک جان دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں
کھلے کیا رازِ محبوب و محبّ مستانِ غفلت پر
شرابِ قَدْ رَأَى الْحَقَّ جامِ مَنْ رَانِی ہے (حدائقِ بخشش)

۳۶۔ ﴿وَ الضُّحٰیO وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰیO مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰیO﴾ (۱۶۶)

ترجمہ: چاشت کی قسم، اور رات کی جب پردہ ڈالے کہ تمہارے خُدا نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا۔

شانِ نُزول: ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند روز وحی نہ آئی تو کُفّار نے بطریقِ طعن کہا کہ محمد (ﷺ) کو اُن کے ربّ نے چھوڑ دیا اور مکروہ جانا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۱۶۷)

دوسری روایت جو شیخین سے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ علالتِ طبع کے باعث دو تین روز سحری کے وقت بیدار ہو کر مصروفِ عبادت نہ ہوئے، تو ابولہب کی بیوی اُمِّ جمیل جس کا مکان حضور ﷺ کے پڑوس میں تھا وہ آئی اور کہنے لگی:

يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ، لَمْ أَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ

یعنی، میں دیکھتی ہوں کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے، دو تین رات سے میں نے اُسے تمہارے پاس آتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے اِس گستاخی کے جواب میں یہ سورۂ پاک نازل ہوئی۔ (۱۶۸)

۱۶۶۔ الضُّحٰی: ۹۳/۱ تا ۳

۱۶۷۔ صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السّیر، باب ما لقی النّبیّ ﷺ من أذی المشرکین و المنافقین، برقم: ۱۱۴/۴۶۷۹ ـ (۱۷۹۷)، ص۸۸۸

۱۶۸۔ صحیح البخاری، کتاب التّفسیر، باب ﴿مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی﴾ برقم: ۴۹۵۰، ۴۹۵۱، ۳۲۹/۳، و کتاب فضائل القرآن، باب کیف نُزول الوحی الخ، برقم: ۴۹۸۳، ۳۴۲/۳
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السّیر، باب ما لقی النّبیّ ﷺ من أذی المشرکین و المنافقین، برقم: ۱۱۵/۴۶۸۰ ـ (۱۷۹۷)، ص۸۸۹

چاشت کے متعلق مُفسّرین کے کئی اقوال منقول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ یہی وہ سعید وقت ہے جس وقت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السّلام سے کلام فرمایا، جس میں جادوگر عظمتِ رسالت دیکھ کر سجدہ ریز ہوئے۔ بعض علماء نے کہا کہ مراد ہے رُوئے محبوب (ﷺ) کی قسم ہے اور شب کنایہ ہے کہ آپ کے گیسوئے عنبریں سے۔ (۱۶۹)

شاہ عبدالعزیز مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''تفسیر'' میں فرماتے ہیں: بعض مُفسّرین نے کہا کہ ''ضُحٰی'' سے مراد حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن اور ''لیل'' سے شبِ معراج ہے، ''ضُحٰی'' سے مراد حضور ﷺ کا رُخِ انور ہے، اور ''لیل'' سے زلفِ عنبریں اور بعض نے فرمایا ''ضُحٰی'' سے مراد نورِ علم ہے جو آنجناب کو دیا گیا تھا، جس کے سبب سے عالَمِ غیب کے مخفی اسرار بے نقاب اور منکشف ہوئے اور ''لیل'' سے مراد حضور کا عفو و درگزر کا خُلق ہے جس نے اُمّت کے عیبوں کو ڈھانپ لیا ہے، بعض علماء کا ارشاد ہے کہ ''ضُحٰی'' سے مراد حضور ﷺ کے ظاہری اَحوال ہیں، جن سے مخلوق آگاہ ہے، اور رات سے مراد حضور ﷺ کے اَحوالِ باطن ہیں جن کو عَلّامُ الغُیوب کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ (۱۷۰)

امامِ عشق و محبت فرماتے ہیں:

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضُحٰی تیرے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم
(حدائقِ بخشش)

رَوشن دن اور پُرسکون تاریک رات کی قسم بیان کر کے کُفّار کے اعتراضات اور مطاعن کی تردید فرمائی اور ساتھ ہی اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی دلجوئی کر دی، کہ اے محبوب! آپ کے پروردگار نے نہ تو آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ آپ سے ناراض ہے، بلکہ نُزولِ وحی کی اِس تاخیر میں بھی اُس کی حکمت تھی، اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی عظمت کا ایک واقعہ ''تاج المذکرین'' اور ''ثمار الغرا ولیس'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی

۱۶۹۔ روح البیان، سورة (۹۳) الضُّحٰی، الآیۃ: ۱، ۵۴۲/۱۰
أیضاً خزائن العرفان، سورة (۹۳) الضُّحٰی، ص۷۰۸

۱۷۰۔ تفسیر عزیزی، پارہ عمّ، سورة الضُّحٰی، ص۲۱۹

زبانی درج ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد! جس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعتِ عطا فرمایا تو مجھے اٹھارہ ہزار سال عرش مجید کے نیچے ساکن ہونے کا حکم دیا، پھر مجھے پوچھا: "مَنْ خَلَقَكَ؟" (جبرئیل تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟) میں نے کہا اے پروردگار! "اَنْتَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمَعْبُوْدُ فِى اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ اَنَا الْعَبْدُ الذَّلِيْلُ الْخَاضِعُ الْمُنْقَادُ" بعدازاں پھر مجھے اٹھارہ سال کوئی خطاب نہ کیا، پھر خطاب فرمایا "مَنْ خَلَقَكَ وَ مَنْ اَنَا" جبریل تمہیں کس نے پیدا کیا؟ اور میں کون ہوں؟، میں نے کہا اے پروردگار! "اَنْتَ خَالِقِىْ وَ رَزَّاقِىْ وَ مُحْيِىْ وَ مُمِيْتِىْ وَ وَارِثِىْ وَ اَنَا الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ الْمِسْكِيْنُ وَ الْمُسْتَكِيْنُ" پھر اٹھارہ ہزار سال مجھے خطاب سے نہ نوازا گیا پھر مجھے خطاب ہوا مجھے پوچھا گیا، میں کون ہوں؟ اور تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا، "اَنْتَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ وَ اَنَا الْعَبْدُ الْعَاذِرُ الْخَاضِعُ الْخَاشِعُ" پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم نے صحیح کہا، میں نے جرأت کرتے ہوئے عرض کی اے اللہ! مجھے پیدا کرنے سے پہلے تو نے کوئی اور مخلوق پیدا فرمائی ہے، حکم ہوا سامنے دیکھو، میں نے اُس نُور کے دائیں بائیں، شمال جنوب میں نُور کے اردگرد چار ہالے دیکھے، میں نے عرض کی یا اللہ! یہ نُور کون ہے؟ اِس کی ضیاؤں سے میری آنکھیں چندھیائے جا رہی ہیں۔

فرمایا یہ نُور اُس کا ہے جس کی خاطر میں نے تجھے پیدا کیا، تمام فرشتوں اور تمام مخلوقات کو صرف اُسی کی برکت سے پیدا کروں گا، اور اُس کے وُجودِ گرامی کو اُن سب پر مشرف و مکرم بنا دیا ہے، عرش، کرسی، لوح، قلم، جنت و دوزخ اس ہستی کے طفیل عالمِ وُجود میں آئیں، میں نے عرض کیا یا اللہ! یہ چار نُور کے ہالے کون ہیں؟ فرمایا، آپ کے دائیں طرف آپ کے وزیر ابوبکر صدیق، بائیں طرف آپ کے وزیر عمر بن خطاب ہیں، آپ کے آگے آپ کے حبیب عثمان بن عفان اور آپ کے پیچھے آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ "ثمار الفرادیس" میں پیچھے کی طرف حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو بیان کیا اور سامنے کی طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، فرمایا کہ میں نے عرض کیا، اے اللہ! چار افراد کتنے برگزیدہ ہیں، یہ میرے دوست ہوں گے، جو اِن کو دوست رکھے گا میں اُسے دوست رکھوں گا، جو اِن

سے دشمنی رکھے گا میں اُس سے دشمنی رکھوں گا، اِن کے دوستوں کو بہشت میں اپنی رضا دوں گا اور اِن کے دشمنوں کو دوزخ کی آگ میں مبتلا کروں گا۔(۱۷۱)

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر جو اپنے سینہ میں یہ چار باغ لے کے چلے
(حدائق بخشش)

یہ ہے وہ پیارا محبوب ﷺ جس کو ربّ نے اپنا محبوب بنایا اُن کی بارگاہ میں جب بھی کسی نے گستاخی کی، اللہ تعالیٰ نے اُس کا جواب عطا فرما کر اُن کو ذلیل و خوار فرمایا اور اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی فرما کر شان کو دو بالا فرمایا، اُن کا چرچا اپنی مخلوق کی زبان پر جاری و ساری فرمایا۔ سبحان اللہ

اُن کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود اُن کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام
اُن کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

۳۷۔ ﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰىؕ وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىؕ﴾ (۱۷۲)

ترجمہ: اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے، اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا ربّ تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (کنزالایمان)

فرمایا بلکہ آپ پر آپ کے ربّ کے لُطف و کرم اور انعام و احسان کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا، ہر آنے والی ساعت گزری ہو ساعت سے ہر آنے والی گھڑی گزری ہوئی گھڑیوں سے، ہر آنے والی حالت گزشتہ حالات سے اعلیٰ سے اعلیٰ تر، بہتر سے بہتر تر اور ارفع سے ارفع تر ہوگی، اِس ایک جملہ میں کُفار کے طعن و تشنیع کا سدِّ باب بھی ہو گیا، اور اسلام کے درخشاں مستقبل کے بارے میں خوشخبری بھی سُنا دی۔

دعوتِ اسلام کے ابتدائی دَور کو ذرا تصوّر میں لائیے، ابھی گنتی کے چند افراد نے دینِ حق کو قبول فرمایا تھا، باقی تمام اہلِ مکہ نبی اسلام اور اہلِ اسلام کے خون کے پیاسے تھے، انہوں نے مصمّم ارادہ کر لیا تھا کہ اسلام کا چراغ بُجھا کر رہیں گے، تو حید کا یہ گلشن جو مصطفیٰ ﷺ

۱۷۱۔ اسے علامہ اویسی نے "مدارج النبوۃ" کے حوالے سے اپنی کتاب "شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ"، ص ۹۰، ۹۱، ۹۲ میں ذکر کیا ہے۔

۱۷۲۔ سورۃ الضُّحیٰ: ۹۳/ ۴، ۵

لگا رہے ہیں، اُس کا ایک ایک پودا جڑ سے اکھیڑ کر رکھ دیں گے، اُس وقت یہ کون خیال کر سکتا تھا کہ یہ دین چند سالوں میں اتنی ترقی کر جائے گا کہ عرب کا چپہ چپہ نُور سے جگمگانے لگا، نبی مکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ وہ عزت وسروری اور شانِ محبوبی عطا فرمائے گا کہ آج جو خون کے پیاسے ہیں کل اشارہ پر اپنی جانیں قربان کر دیں گے، اور حضور ﷺ کے وضو کا پانی نیچے نہیں گرنے دیں گے اُس کو چہروں اور سینوں پر ملیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: حضور کی اُمّت جو بعد میں فتوحات حاصل کرے گی وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو دکھائیں، جسے دیکھ کر حضور بہت خوش ہوئے، اُسی وقت جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی﴾ (۱۷۳)

ترجمہ: اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ (کنز الایمان)

یعنی ہماری نوازشات صرف اِن فتوحات ہی میں منحصر نہیں۔

آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اشاعتِ اسلام اور اُس کی ترقی کے لئے ہر وقت فکر مند رہا کرتے تھے، دینِ حق کی سربلندی کے لئے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنی تمام قوتیں اور کوششیں مرکوز فرما رکھی تھیں، ہر لمحہ اپنی اُمّت کی بخشش ومغفرت کی فکر دامن گیر رہتی تھی، اِن تمام تفکرات اور اضطرابات کو یہ فرما کر دُور کر دیا، کہ آپ کا ربّ اپنے لُطف وکرم کا آپ پر وہ مینہ برسائے گا کہ آپ کا قلبِ اطہر خود مسرور ہو جائے گا۔

علامہ سید آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اِس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا کریمانہ وعدہ ہے، جو اُن تمام عطیات کو شامل ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو دنیا میں سرفراز فرمایا، یعنی کمالِ نفس، اوّلین وآخرین کے علوم، اسلام کا غلبہ، دین کی سربلندی اُن فتوحات کے باعث جو عہدِ رسالت میں ہوئیں، اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئیں، یا دوسرے مسلمان بادشاہوں نے حاصل کیں اور اسلام کا دنیا کے مشارق ومغارب میں پھیل جانا، نیز یہ وعدہ اُن عنایات اور عزت افزائیوں کو بھی شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے لئے آخرت کے لئے محفوظ رکھی ہیں، جن کی حقیقت اور نہایت کو اللہ تعالیٰ کے

۱۷۳۔ سورۃ الضّحٰی: ۴/۹۳

بغیر کوئی اور نہیں جان سکتا۔ (۱۷۴)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے حرب بن شریح کہتے ہیں کہ میں نے امام مذکور سے پوچھا کہ جس شفاعت کا ذکر اہلِ عراق کیا کرتے ہیں کیا یہ حق ہے؟ آپ نے فرمایا: بخُدا حق ہے مجھ سے محمد بن حنفیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَشْفَعُ لِأُمَّتِیْ حَتّٰی یُنَادِیَ رَبِّیْ أَرَضِیْتَ یَا مُحَمَّدُ! فَأَقُوْلُ: نَعَمْ یَا رَبِّ رَضِیْتُ (۱۷۵)

یعنی، حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنی اُمّت کے لئے شفاعت کرتا رہوں گا، یہاں تک کہ میرا ربّ مجھے ندا کرے گا اور پوچھے گا اے پیارے! کیا آپ راضی ہو گئے، میں عرض کروں گا ہاں اے میرے پروردگار! میں راضی ہو گیا۔

اُس کے بعد امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس شخص سے کہا کہ اہلِ عراق تم یہ کہتے ہو کہ قرآن کریم کی سب سے اُمید افزا آیت یہ ہے

﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ﴾ (۱۷۶)

ترجمہ: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ (کنز الایمان)

لیکن ہم اہلِ بیت یہ کہتے ہیں کہ کتابِ الٰہی میں سب سے زیادہ اُمید افزا آیت یہ ہے:

۱۷۴۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۹۳) الضُّحٰی، الآیۃ:۵، ۵۲۹/۱۰

۱۷۵۔ اِس حدیث شریف کو امام بزار نے اپنی "مسند" کے الجزء الثامن، مما روی محمد عن علی، (برقم:۶۳۸، ۲۳۹/۲، ۲۴۰) میں، امام طبرانی نے "الاوسط" کے باب الألف، من اسمه أحمد (برقم:۲۰۶۲، ۵۵۹/۱، ۶۶۰) میں اور حافظ نور الدین ہیثمی نے "کشف الأستار" کے کتاب البعث، باب الشفاعة (برقم:۳۴۶۶، ۱۷۰/۴، ۱۷۱) میں اور "مجمع البحرین" (کے کتاب البعث، باب الشفاعة برقم:۴۷۹۸، ۲۹۲/۴، ۲۹۳) میں روایت کیا ہے۔

۱۷۶۔ سورۃ الزمر: ۵۳/۳۹

﴿وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی﴾ (۱۷۷)

ترجمہ: بے شک قریب ہے کہ تمہارا ربّ تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (کنزالایمان)

امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی کہ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے عرض کی:

﴿فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ﴾ (۱۷۸)

ترجمہ: جس نے میری پیروی کی وہ میرے گروہ سے ہے۔

پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی کہ جس میں عیسیٰ علیہ السّلام نے عرض کی:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ ج﴾ (۱۷۹)

ترجمہ: اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ میرے بندے ہیں۔ (کنزالایمان)

پھر اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو دعا کے لئے بلند فرمایا، اور عرض کی الٰہی! میری اُمّت، میری اُمّت، پھر حضور ﷺ زار و قطار رونے لگے، اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ فوراً میرے حبیب کے پاس جاؤ اور اُنہیں جا کر یہ پیغام پہنچاؤ کہ ہم آپ کو آپ کی اُمّت کے معاملے میں راضی کریں گے اور کبھی آپ کو پریشان نہیں کریں گے۔ (۱۸۰)

جائے گی خُلد میں بخشی ہوئی اُمت ان کی　　　کب گوارہ ہوئی اللہ کو رقت اُن کی

(حدائقِ بخشش)

بیہقی نے ''شعب الایمان'' (۱۸۱) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے

۱۷۷۔ روح المعانی، سورة (۹۳) الضُّحی، الآیة: ٥، ٣٠/٥٢٩
أیضاً تفسیر روح البیان، سورة (۹۳) الضُّحی، الآیة:٥، ١٠/٣٠/٢٢٩

۱۷۸۔ سورة إبراهیم:١٤/٣٦

۱۷۹۔ سورة المائدة:٥/١١٨

۱۸۰۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب دُعاء النبی ﷺ لأمته و بُکائه شفقة علیهم، برقم:٤١٩/ ٣٤٦۔ (٢٠٢)، ص ١٢٣
أیضاً تفسیر روح المعانی، سورة (۹۳) الضُّحی، الآیة:٥، ١٠/ ٣٠/ ٥٣٠

۱۸۱۔ الجامع لشعب الإیمان، فضل فی حدب النبیّ ﷺ أمّته و رأفته بهم، برقم:١٣٧٤، ٣/ ٤٤

قال: رِضَاهُ أَنْ تَدْخُلَ أُمَّتُهٗ کُلُّهُمُ الْجَنَّةَ (۱۸۲)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا حضور ﷺ کی رضا ہے کہ اُن کی ساری اُمت جنت میں داخل ہو۔ (۱۸۳)

خطیب سے روایت ہے:

لَا یَرْضٰی مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِهٖ فِی النَّارِ (۱۸٤)

محمد ﷺ ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک اُن کا ایک اُمتی بھی دوزخ میں ہوگا۔ (۱۸۵)

ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن　　　تُو ہے اُن کا حَسن تیری ہے جنت تیری

(ذوقِ نعت)

''تفسیر خزائن العرفان'' میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی سیّد عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوں گا، آیت کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں رسول اللہ ﷺ راضی ہوں گے اور احادیثِ شفاعت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رضا اِسی میں ہے کہ سب گنہگارانِ اُمت بخش دیئے جائیں۔ اسی لئے کسی شاعر نے کہا:

۱۸۲۔ تفسیر رُوح البیان، سورة (۹۳) الضُّحی، الآیة: ٥، ١٠/ ٣٠/ ٥٢٩
أیضاً الدّرّ المنثور، سورة (۱۳) الضُّحی، الآیة: ٥، ٨/ ٤٩٨

۱۸۳۔ امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سُدی کے طریق سے آیہ مذکور کے تحت روایت کیا کہ قال: مِنْ رِضَا مُحَمَّدٍ ﷺ أَلَّا یَدْخُلَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَیْتِهِ النَّارَ (تفسیر ابن جریر، الضُّحی، الآیة: ۱۔۸، ١٢/ ٦٢٤۔ أیضاً تفسیر روح المعانی، سورة الضُّحی، الآیة: ٥، ١٠/ ٣٠/ ٥٢٩۔ أیضاً الدُّرُّ المنثور، سورة الضُّحی، الآیة: ١۔ ١١، ٨/ ٤٩٨،
یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضرت محمد ﷺ کی رضا یہ ہے کہ اُن کے اہل بیت میں سے کوئی ایک (بھی) دوزخ میں داخل نہ ہو۔

۱۸٤۔ تفسیر روح المعانی، سورة (۹۳) الضُّحی، الآیة: ٥، ١٠/ ٣٠/ ٥٢٩، و قال: و فی روایة الخطیب فی "تلخیص المتشابه" من وجهٍ آخر عنه
أیضاً الدُّرُّ المنثور، سورة (۹۳) الضُّحی، الآیة: ١۔ ١١، ٨/ ٤٩٨

۱۸٥۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثلاثون، سورة الضُّحی، ٧/ ١٤٠٦

أَلَمْ يُرْضِكَ الرَّحْمٰنُ فِي سُوْرَةِ الضُّحٰى　　فَحَاشَاكَ أَنْ تَرْضٰى وَ فِيْنَا مُعَذَّبٌ (١٨٦)

یعنی، کیا راضی نہیں فرمایا آپ کو رحمٰن نے سورۂ ضحیٰ میں، پس آپ سے ایسا
نہیں ہو سکتا کہ آپ راضی ہو جائیں اور ہم میں کسی کو عذاب دیا جا رہا ہو۔

اور جس پروردگار کو راضی کرنے کے لئے تمام مقربین تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اور محنتیں اُٹھاتے ہیں وہ کریم اللہ اپنے حبیب مکرم ﷺ کو راضی کرنے کے لئے عطاءِ عام فرماتا ہے۔(١٨٧)

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

٣٨۔ ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْٓ أَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○﴾ (١٨٨)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا، جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی، اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا۔ (کنزالایمان)

علامہ راغب اصفہانی ''شرح'' کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی گوشت کاٹنے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو ''الشرح'' کہتے ہیں، اِسی سے شرحِ صدر ماخوذ ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ نورِ الٰہی سے سینہ کا کشادہ ہو جانا، اللہ تعالیٰ کی جانب سے تسکین و طمانیت کا حاصل ہو جانا، اُس کی طرف سے دل میں مسرّت و راحت کا شعور پیدا ہو جانا۔(١٨٩)

علامہ سید آلوسی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''الشرح'' اصل میں کشادگی اور فراخی کا مفہوم ادا کرتا ہے کسی اُلجھی ہوئی اور مشکل بات کی توضیح کو بھی ''شرح'' کہتے ہیں، فرماتے ہیں، شرح کے لفظ کا استعمال دِلی مسرت اور قلبی خوشی کے لئے بھی ہوتا ہے، آخر میں لکھتے ہیں، یعنی شرحِ صدر کا یہ مفہوم بھی لیا جاتا ہے کہ نفس کو قوت قُدسیہ اور انوارِ الٰہیہ سے اِس طرح مؤید کرنا کہ وہ معلومات کے قافلوں کے لئے میدان بن جائے، ملکات کے ستاروں کے لئے آسمان بن جائے، اور کونا گوں تجلیات کے لئے عرش بن جائے، جب کسی

١٨٦۔ تحقیق روح المعانی، سورۃ الضُّحٰی، الآیۃ: ٥، ١٠/٣٠/٥٢٩
١٨٧۔ خزائن العرفان، سورۃ (٩٣) الضُّحٰی، ص ٧٠٨
١٨٨۔ سورۃ الإنشراح: ٩٤/١ تا ٤
١٨٩۔ مفردات ألفاظ القران، کتاب الشّین، ص ٤٤٩

کی یہ کیفیت ہوتی ہے تو اُس کو ایک حالت دوسری حالت سے مشغول نہیں کر سکتی، اُس کے نزدیک مستقبل، حال اور ماضی سب یکساں ہو جاتے ہیں، پھر فرماتے ہیں کہ اِس مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے احسان کا ذکر فرما رہا ہے۔(١٩٠)

اِس تحقیق کے بعد آیت کی تشریح اِن الفاظ میں فرماتے ہیں کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں کر دیا کہ غیب کے دونوں جہان اس میں سما گئے، استفادہ اور افادہ کی دونوں مملکتیں جمع ہو گئی ہیں، علائق جسمانیہ کے ساتھ آپ کی وابستگی ملکاتِ روحانیہ کے حصول میں رُکاوٹ نہیں، خلق کی بہبود کے ساتھ آپ کا تعلق معرفتِ الٰہی میں استغراق سے رُکاوٹ نہیں۔(١٩١)

علامہ ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی نے بھی ''تفسیر مظہری'' میں اس طرح کی تفسیر بیان کی ہے۔(١٩٢)

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ''قصیدہ بُردہ'' میں یوں بیان فرمایا:

فَإِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَ ضَرَّتَهَا　　وَ مِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ (١٩٣)

یعنی، دنیا و آخرت دونوں آپ کے جود و کرم کے مظہر ہیں اور لوح و قلم
آپ کے عُلوم کا حصہ ہے۔

مُلا علی قاری حنفی آخری مصرعہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

عِلْمُهَا أَنْ يكون سطراً من سطور عِلمِهٖ و نَهراً من بحورِ عِلمِهٖ (١٩٤)

یعنی، لوح و قلم کا علم آپ کے علم کے دفتر کی ایک سطر ہے اور آپ کے علم
کے سمندروں کی ایک نہر ہے۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ساری ظاہری زندگی اس آیت کریمہ کی آئینہ دار ہے

١٩٠۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (٩٤) الإنشراح، الآیۃ: ١۔٤، ١٠/٣٠/٥٣٧، ٥٣٨
١٩١۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (٩٤) الانشراح، الآیۃ: ١۔٤، ١٠/٣٠/٥٣٨
١٩٢۔ تفسیر المظهری، سورۃ الإنشراح، ١٠/٢٦٧
١٩٣۔ قصیلۃ البُردۃ، برقم: ١٥٥، ص ٦٨
١٩٤۔ الزُّبدۃ العُمدۃ فی شرح البُردۃ، ص ١٥٥

سرورِ کائنات ﷺ نے جس بلند حوصلگی اور اُولُو العزمی سے فرائضِ نبوت کو ادا کیا ہے، جس صبر وشکر کے ساتھ اس راہ میں آنے والی مشکلات اور مصائب کو برداشت کیا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرحِ صدر کے بغیر نہ تھا، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کو اپنے علم کے نُور سے منوّر فرمایا، اس کو بھی شرحِ صدر کی برکت کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے۔

اِس آیت کریمہ پر غور کرنے سے کلیم اللہ علیہ السّلام اور حبیب اللہ علیہ السّلام کے درمیان فرق بھی واضح ہو جاتا ہے کہ دونوں کو شرحِ صدر بخشا گیا لیکن کلیم اللہ علیہ السّلام کو مانگنے پر اور حبیب اللہ علیہ السّلام کو بن مانگے پھر دونوں کے شرحِ صدر میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے۔

''نزہۃ المجالس'' میں ہے:

قال النّسفی: قال موسیٰ علیه السّلام: یا ربّ أنا کلیمُكَ و محمدٌ حبیبُك فما الفرقُ بین الکلیمِ و الحبیبِ فقال: الکلیمُ یعمَلُ برِضآءِ مولَاہُ، و الحبیبُ یَعمَلُ مَولَاہُ برِضَائِه، و الکلیمُ یحبُّ اللهَ و الحبیبُ یُحبُّه اللهُ، و الکلیمُ یأتی إلی طُور سیناءَ ثمّ یُناجی و الحبیبُ ینامُ علی فراشه فیأتی به جبریلُ إلی مکانی فی طرفةِ عین لم یَبلغْه أحدٌ من المخلوقین (۱۹۵)

امام نسفی علیہ الرحمہ نے فرمایا، موسیٰ علیہ السّلام نے ربّ سے پوچھا کہ مولیٰ! میں تیرا کلیم ہوں اور محمد (ﷺ) تیرے حبیب، یہ تو فرما کہ کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہے؟ خُدا نے فرمایا، کلیم وہ ہے جو اپنے مولیٰ کی رضا سے کام کرے اور حبیب وہ ہے جس کی رضا سے مولیٰ کام کرے، کلیم وہ ہے جو اللہ سے محبت رکھے، حبیب وہ ہے جس سے اللہ محبت رکھے، کلیم وہ ہے جو خود طورِ سیناء پر آ کر التجا کرے اور حبیب وہ ہے جو اپنے بستر پر آرام فرما ہو اور جبریل (بحکمِ خُدا) حاضر ہو کر اُسے ایک پل میں وہاں لے جائے جہاں مخلوقات سے کوئی نہ پہنچا ہو۔

۱۹۵۔ نُزھۃُ المجالس، باب ذکر مناقب سیّد الأوّلین و الآخرین الخ، ۳۸۹/۲

نبی سرور ہر رسول و ولی ہے ۔۔۔ نبی رازِ دارِ مَعَ اللّٰہِ لِی ہے

(حدائقِ بخشش)

''اَنقَض'' کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: اَنقَضَ، اُثقَلَ ظَھرَہٗ ایسا بوجھ جو پیٹھ کو بوجھل کر دے۔(۱۹۶) صاحب قاموس نے ''انقض'' کا ایک اور معنی تحریر کیا ہے، یعنی کسی چیز کا لاغر اور دُبلا ہونا۔(۱۹۷) ''تاج العروس'' میں یوں ہے یعنی اس بوجھ نے آپ کی پیٹھ کو دُبلا اور لاغر کر دیا، پیہم سفر اور متواتر کام کرنے سے گوشت دُبلا ہو جاتا ہے۔(۱۹۸)

حضرت شاہ ولی اللہ مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کا ترجمہ اِس طرح کیا ہے، کہ ''وہ بوجھ جس نے آپ کی پُشت کو بوجھل بنا دیا تھا''۔(۱۹۹)

لُغتِ عرب میں جب اونٹ کی پُشت پر زیادہ بوجھ لادا جائے تو اُس کی پسلیوں سے ایک قسم کی کڑ کڑ کی آواز نکلتی ہے، اُسے بھی ''انقض'' کے لفظ سے تعبیر کرتے ہے، علماءِ تفسیر نے متعدد اقوال لکھے ہیں لیکن اُن سے دو اقوال یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱)...... اپنی قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھ کر خاطرِ عاطر کو بہت تکلیف ہوتی ہے اُن کا بے جان بتوں کو پوجنا، فسق و فجور میں غرق رہنا، قمار بازی اور شراب نوشی میں اپنی صحت و دولت دونوں کو برباد کرنا، غریبوں مسکینوں پر ظلم ڈھانا، اُن کے حقوق غصب کرنا، باہمی جنگ و جدال اور قتل و غارت اُن کی اَخلاقی پستی، اُن کی معاشی بدحالی، اُن کی سیاسی بدحالی اور اُن کی سیاسی ابتری، اِن تمام چیزوں کو دیکھ کر حضور ﷺ کو بہت دُکھ ہوتا، اور اِس صورت حال کو یکسر بدل ڈالنے کے لئے ہر وقت مضطرب رہتے، اللہ تعالیٰ نے منصبِ نبوت پر فائز کیا، اور قرآن کریم جیسا صحیفۂ رشد و ہدایت عطا فرمایا، دینِ اسلام جیسا جامع اور مکمل نظامِ حیات مرحمت فرمایا، جس سے یہ بوجھ اُتر گیا، منزل کا تعین بھی ہو گیا، اور اُس منزل کی طرف لے جانے والا راستہ بھی نُورِ نبوت سے روشن ہو گیا۔

۱۹۶۔ لسان العرب، حرف الضّاد المعجمه، فصل النّون، ۲٤٤/۷

۱۹۷۔ القاموس المحیط، باب الضّاد، فصل النّون، ۸۸۷/۱

۱۹۸۔ تاج العروس، باب الضّاد المعجمة، فصل النّون مع الضّاد، ۵۰/۱۹/۳

۱۹۹۔ ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ سورۃ الإنشراح ص ۷۲۳

(۲)......یا اِس بوجھ سے بارِ نبوّت و رسالت مراد ہے، ایسے لوگ صدہا سال سے معبودانِ باطل کی پوجا میں مشغول تھے، جن کی کئی پشتیں اَخلاقی آوارگی کی نذر ہو چکی تھیں، ظلم و ستم، لوٹ و مار، جن کے نزدیک فخر و مباہات کا سبب تھا، اُن کو اِن پستیوں سے نکال کر توحید، اَخلاقِ حَسنہ، نظم و ضبط کی بلندیوں پر لے جانا بڑا جان جوکھوں کا کام تھا، اِس راستہ میں مشکلات کے فلک بوس پہاڑ سینہ تانے کھڑے تھے، اور ناکامیوں کی گہری غاریں منہ کھولے ہوئے نگل جانے کے لئے بے تاب تھیں، اِس عظیم فرض کی ادائیگی کا احساس دل کو ہر وقت بے چین رکھتا، اور پھر اُن کا تعصّب و عناد، اور باطل سے چمٹے رہنے پر اُن کا احمقانہ اصرار اِس بے چینی میں مزید اضافہ کرتا، اللہ تعالیٰ نے شرحِ صدر کی دولت سے مالا مال فرما کر آپ اِس بوجھ کو ہلکا کر دیا، طبیعت میں قلق و اضطراب کی جگہ، صبر و عزیمت نے لے لی، اپنی قوم کی بے اعتنائی اور دل آزاریوں پر دل گرفتہ ہونے کے بجائے ہمت و حوصلہ پیدا ہو گیا۔

شاہ عبدالعزیز مُحدّث دہلوی نے اِس کی تشریح اِن الفاظ میں فرمائی، آپ کی ہمت عالی اور پیدائشی استعداد جن کمالات و مقامات پر پہنچنے کا تقاضا کرتی ہے قلب مبارک کو جسمانی ترکیب یا نفسانی تشویشات کی وجہ سے اُن پر فائز ہونا دُشوار معلوم ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ نے جب سینہ کھول دیا اور حوصلہ کُشادہ کر دیا، وہ دُشواریاں جاتی رہیں، اور سب بوجھ ہلکا ہو گیا۔(۲۰۰)

جہاں ذکرِ خُدا وہاں ذکرِ مصطفیٰ ﷺ

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی رفعت کا ذکر یوں بیان فرمایا:

﴿وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ O﴾ (۲۰۱)

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔(کنز الایمان)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: إِنَّ رَبِّیْ وَ رَبَّكَ یَقُوْلُ تَدْرِیْ كَیْفَ رَفَعْتُ ذِكْرَكَ؟ اَللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ: إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِیَ (۲۰۲)

۲۰۰۔ تفسیر عزیزی، پارہ: ۲۹، سورۃ الم نشرح، ص ۲۳۴

۲۰۱۔ سورۃ الإنشراح: ۴/۹۴

۲۰۲۔ مُسند أبی یعلی، مُسند أبی سعید الخدری، برقم: ۱۳۸۱، ص ۳۰۴۔
أیضاً مجمع الزّوائد، كتاب علامات النّبوّة، باب عظم قدرہ ﷺ، برقم: ۱۳۹۲۲، ۳۲۴/۸

یعنی، میرے پاس جبریل امین آئے اور عرض کی کہ میرا اور آپ کا ربّ فرماتا ہے کہ آپ کا ذکر کیسے بلند کیا گیا، میں نے کہا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، جبریل امین نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے تو میرے ساتھ آپ کا ذکر کیا جائے۔(۲۰۳)

حضور سیدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

رفعت ذکر ہے تیرا حصہ ¦ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغِ فردوس پس از حمدِ خُدا ¦ تیری ہی مدح و ثناء کرتے ہیں
(حدائقِ بخشش)

حدیث قُدسی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

جَعَلْتُ تَمَامَ الْإِیْمَانِ بِذِكْرِكَ مَعِیْ، و قال أیضاً جَعَلْتُكَ ذِكْراً مِنْ ذِكْرِیْ مَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِیْ (۲۰۴)

یعنی، میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے

أیضاً الشّفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۴

۲۰۳۔ قاضی عیاض نے "الشّفاء" میں اور امام جلال الدین سیوطی نے "در منثور" میں زیر آیت ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ کے تحت لکھا ہے کہ أخرج ابن جریر، و ابن المنذر، و ابن أبی حاتم، و أبو الشیخ عن مجاهد ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرّعد: ۲۸) قال: بمحمد ﷺ و أصحابه و اللفظ للسیوطی (الشّفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۶۔ الدُّر المنثور، سورة الرّعد، الآیة: ۲۸، ۲۹، ۵۶۹/۴) یعنی، مجاہد فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ "آگاہ رہو اللہ کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں مُراد اِس سے (حضرت) محمد ﷺ کا ذکر اور صحابہ کا ذکر ہے" کیا ہی خوب لکھا ہے مولانا مولوی محمد انوار اللہ صاحب حیدر آبادی نے اپنی کتاب "انوارِ احمدی" میں

پھر ہو ذکر سرورِ عالَم کا کیا مرتبہ ¦ جس کا ذکرِ پاک ہے گویا کہ ذکرِ کبریاء
رفعِ ذکرِ پاک ثابت ہے کلام اللہ سے ¦ مطمئن ہوتے ہیں دل ذکرِ شہ لولاہ سے
(الذّکر المحمود، حضور ﷺ کا ذکرِ خُدا کا ذکر ہے، ص ۱۲)

۲۰۴۔ الشّفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الأوّل، الباب الأوّل فی ثناء الله تعالیٰ علیه الخ، الفصل الأوّل فیما جاء من ذلك الخ، ص ۲۴

محبوب) میرے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہو اور میں نے آپ کے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے، پس جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

عالم ربّانی غوث صمدانی پیر دستگیر سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ کی تفسیر یوں بیان فرمائی، فرماتے ہیں:

حيث قرنّا اسمك باسمنا و خلّفناك عنّا و اخترنا لخلافتنا و نيابتنا، لذلك أنزلنا في شأنك:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (۲۰۵)

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ (۲۰۶)

إلى غير ذلك من الآيات و أيّ رفعٍ و كرامةٍ أعلىٰ و أعظم من ذلك؟

یعنی، ہم نے آپ کے ذکر کو یوں بلند رکھا ہے کہ آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا دیا اور آپ کو اپنا خلیفہ (اعظم) بنا دیا اور اپنی خلافت و نیابت کے لئے منتخب فرما لیا، اسی لئے ہم نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت، آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیتے ہوئے آپ کی شان میں یہ اور اس طرح کی دیگر آیات نازل فرمائیں:

''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی''

''بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں در حقیقت وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں''۔

اور اس سے بڑھ کر اور کیا عزّت و کرامت اور رفعت کا تصور کیا جا سکتا ہے؟

و بعد ما كرّمناك بأمثال هذه الكرامات العلية، لا تيأس من سعةِ رَوحِنا و رَحمتِنا و إعانتِنا و إغاثتِنا، و لا تحزن على أذى قومك و استهزائهم و تطاولِ معاداتهم و عنادِهم معك (۲۰۷)

یعنی، اے حبیب! جب ہم نے آپ کو اس قسم کی عظیم کرامات سے معزز و

۲۰۵۔ النّساء: ۸۰ ۲۰۶۔ الفتح: ۱۰

۲۰۷۔ تفسير الجيلاني، سورة الشّرح، ۶/۳۹۰، ۳۹۱

مشرف فرمایا تو پھر ہماری وسیع تر رحمت اور اعانت سے مایوس نہ ہونا اپنی قوم کی ایذاء رسانی یا استہزاء، دشمنی اور عناد پر غمگین نہ ہونا۔

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ضحاک سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اِس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ اذان، اِقامت، تشہد میں اور جمعہ کے روز منبروں پر اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ، ایام تشریق، یوم عرفہ، رمی جمار کے وقت اور صفا و مروہ پر اور خطبۂ نکاح میں اور زمین کے مشارق و مغارب میں جہاں اور جب کہیں میرا ذکر کیا جاتا ہے تو اُس کے ساتھ اے حبیب! آپ کا ذکر بھی کیا جاتا ہے، اگر کوئی شخص اللہ جلّ ذِکرُہٗ کی عبادت کرے اور جنت، دوزخ اور تمام دینی اُمور کی تصدیق کرے اور اس بات کی شہادت نہ دے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اُس کی عبادت اُسے کچھ فائدہ نہ دے گی بلکہ وہ کافر ہی رہے گا۔ (۲۰۸)

اور اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا کہ ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا اور آخرت میں بھی ہم آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرما کر اور بلند و بالا درجات سے نواز کر آپ کے ذکر کو بلند کریں گے۔ (۲۰۹)

اور امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں: علماء کرام نے ذکر کیا کہ ﴿وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ میں رفعتِ ذکر سے صرف آپ کی نبوّت ہی مراد نہیں بلکہ اس کا دائرہ وسیع اور عام ہے کہ آسمانوں زمینوں میں آپ کی شہرت ہے، عرش پر آپ کا نام نامی لکھا ہوا ہے، کلمۂ شہادت اور تشہد میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام ذکر کیا جاتا ہے، کُتُبِ سابقہ میں آپ کا ذکر ہے، تمام آفاق میں آپ کا ذکر پھیلا ہوا ہے، نبوّت آپ پر ختم کر دی گئی ہے، خطبوں اور اذانوں میں آپ کا ذکر کیا جاتا رہے گا، کُتُب و رسائل کے آغاز و اختتام میں آپ کا تذکرہ ہوتا رہے گا، قرآن کریم میں متعدد مقامات میں آپ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آتا ہے مثلاً

﴿وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (۲۱۰)

ترجمہ: اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔

۲۰۸۔ تفسير القرطبي، سورة الشّرح، الآية: ۴ـ۶، ۱۰/۲۰/۱۰۶/۱۰۷

۲۰۹۔ تفسير القرطبي، سورة الشّرح، الآية: ۴ـ۶، ۱۰/۲۰/۱۰۶/۱۰۷

۲۱۰۔ التوبة: ۹/۶۲

﴿وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (۲۱۱)

ترجمہ: اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا۔(کنزالایمان)

﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (۲۱۲)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔(کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ دیگر انبیا علیہم السلام کو اُن کے ناموں سے ندا فرماتا ہے، مثلاً یَا مُوْسٰی، یَا عِیْسٰی، جب کہ آپ کو نبی اور رسول کے عنوان سے خطاب فرماتا ہے مثلاً یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ، یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت رکھ دی ہے، آپ کا ذکر انہیں اچھا لگتا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں ساری کائنات کو آپ کے متبعین اور غلاموں سے بھر دوں گا، وہ آپ کی نعت خوانی اور مدح سرائی کرتے آپ پر درود بھیجتے رہیں گے اور آپ کی سُنّتوں کی حفاظت کرتے رہیں گے بلکہ ہر نماز میں فرائض کے ساتھ ساتھ سُنّتیں بھی ہیں، فرض میں میرے حکم پر اور سنت میں آپ کے حکم پر عمل پیرا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے:

﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (۲۱۳)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔(کنزالایمان)

آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ (۲۱۴)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔(کنزالایمان)

سلاطین آپ کی اطاعت کو عار نہیں جانیں گے، قرّاء آپ کے الفاظِ قراءت کو محفوظ رکھیں گے، مفسّرین آپ کی کتاب (یعنی آپ پر نازل ہونے والی کتاب) کی تفسیر کرتے رہیں گے، بلکہ تمام علماء و سلاطین آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہیں گے اور آپ کی چوکھٹ پر کھڑے ہو

۲۱۱۔ سورۃ النّساء:۴/۱۳ ۔ ۲۱۲۔ سورۃ المائدۃ:۵/۹۱

۲۱۳۔ سورۃ النّساء:۴/۸۰ ۔ ۲۱۴۔ سورۃ الفتح:۴۸/۱۰

کر سلام عرض کرتے رہیں گے اور آپ کے روضۂ اقدس کی خاک کو اپنے چہروں پر ملیں گے، اور آپ کی شفاعت کی امیدوار رہوں گے، سو آپ کا شرف تا قیامت باقی رہے گا۔(۲۱۰)

علامہ آلوسی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں، اِس سے بڑھ کر رفعِ ذکر کیا ہو سکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا، حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور مومنوں کو درود پاک پڑھنے کا حکم دیا، اور جب بھی خطاب کیا معزز القاب سے مخاطب فرمایا جیسے یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ، یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ، یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ، یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ، پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی آپ کا ذکرِ خیر فرمایا، تمام انبیاء اور اُن کی اُمّتوں سے وعدہ لیا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں۔(۲۱۶)

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی اپنی "تفسیر" (۲۱۷) میں اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کے تحت لکھتے ہیں کہ "آپ (ﷺ) کے لئے آپ کا ذکر ہر جگہ بلند کیا، اِسی وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر ملکوں میں اِس طرح بلند فرمایا کہ آپ کا نام نامی اسم سامی اپنے مبارک نام کے ساتھ رکھا جہاں بھی جس جگہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو گا وہاں اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم ﷺ کا ذکر بھی ہو گا، پھر وہ خطبہ ہو، اذان ہو،(۲۱۸) نماز میں تشہد ہو،

۲۱۵۔ التفسیر الکبیر، سورۃ الشرح الآیۃ: ۷، ۸، ۱۱/۳۲/۲۰۸

۲۱۶۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۹۴) الشرح الآیۃ: ۴، ۱۰/۳۰/۵۴۳ اور امام قسطلانی نے بھی اسے "المواھب اللدنیۃ (المقصد الرابع، الفصل الثانی، ۲/۲۸۶) میں ذکر کیا ہے۔

۲۱۷۔ تفسیر ھاشمی (منظوم) پارہ عمّ، سورۃ الانشراح، ص ۲۴۲

۲۱۸۔ اذان اور رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ: علامہ محبّ اللہ نوری لکھتے ہیں رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ کی ایک نہایت واضح، خوبصورت اور ناقابلِ تردید حقیقت اذان بھی ہے، شب و روز چوبیس گھنٹوں میں کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ دنیا کے کسی گوشے میں اذان نہ ہو رہی ہو، کئی سال ہوئے پاک فوج کے ایک ترجمان ماہنامہ "الہلال" میں سیکنڈ لیفٹیننٹ محمد شعیب کا ایک ایمان افروز مضمون شائع ہوا تھا، موضوع کی مناسبت سے ایسے یہاں مِن وعَن درج کیا جا رہا ہے: "دنیا کے نقشے کو دیکھیں، اسلامی ممالک میں انڈونیشیا کرۂ ارض کے مشرق میں واقع ہے یہ ملک بے شمار جزیروں پر مشتمل ہے، جن میں جاوا، سماٹرا، بورنیو اور سیلبز مشہور جزیرے ہیں۔ انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ۱۸ کروڑ آبادی کے اِس ملک میں غیر مسلم آبادی کا تناسب آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ طلوعِ سحر سیلبز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے، وہاں جس وقت صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں طلوعِ سحر کے ساتھ ہی

کلمۂ طیبہ ہو یا کلمۂ شہادت، اس کے علاوہ قرآن حکیم میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے مبارک نام کو اپنے مبارک اسم کے ساتھ رکھا جو مندرجہ ذیل نو جگہوں (۲۱۹) پر آیا ہے الخ

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السّلام اپنے بیٹے

انڈونیشیا کے انتہائی مشرقی جزائر میں فجر کی اذان شروع ہو جاتی ہے، اور ہزاروں مؤذّن خُدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد رسول ﷺ کی رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔

مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد جکارتہ میں مؤذّنوں کی آواز گونجنے لگتی ہے، جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماٹرا میں شروع ہو جاتا ہے اور سماٹرا کے مغربی قصبوں اور دیہات سے پہلے ہی ملایا کی مسجدوں میں اذانیں بلند ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

ملایا کے بعد برما کی باری آتی ہے، جکارتہ سے اذانوں کو جو سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ ایک گھنٹہ بعد ڈھاکہ پہنچتا ہے، بنگلہ دیش میں ابھی اذانوں کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سری نگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں، دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اُٹھتی ہے۔

سری نگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذان کا ایک ہی وقت ہے، سیالکوٹ سے کوئٹہ، کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے، اِس عرصے میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے، پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹے کا فرق ہے، اِس عرصے میں اذانیں حجاز مقدس، یمن، عرب امارات، کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں۔ بغداد سے اسکندریہ تک پھر ایک گھنٹہ کا فرق ہے اِس دوران ترکی میں صدائے توحید و رسالت بلند ہوتی ہے۔ اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹے کا دورانیہ ہے، اِس عرصے میں شمالی افریقہ میں، لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے، فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوا تھا، ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحر اوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچتی ہے۔ فجر کی اذان بحر اوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں، یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ میں بمشکل جکارتا پہنچتا ہے کہ انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں نمازِ مغرب کا وقت ہو جاتا ہے، مغرب کی اذانیں سیلبو سے بمشکل سماٹرا تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہو جاتا ہے، جس وقت مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس وقت افریقہ میں فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔ کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ کرۂ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جس وقت ہزاروں لاکھوں مؤذن بیک وقت خُدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں، انشاء اللہ العزیز یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا۔ (رفعتِ شان وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ، اذان رفعت شان الخ، ص ۲۱، ۲۲)

۲۱۹۔ اور اُن نو مقامات کا بیان آگے حاشیہ میں ذکر کیا جائے گا۔

حضرت شیث علیہ السّلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے میرے بیٹے! تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو، پس خلافت کو تقویٰ کا تاج اور محکم یقین کے ساتھ پکڑے رہو، اور جب تم اللہ کا ذکر کرو تو اِس کے ساتھ نامِ محمد (ﷺ) کا ذکر کرنا، کیونکہ میں نے اُن کا نام عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا ہے، جب کہ میں روح اور مٹی کے درمیان تھا، پھر میں نے تمام آسمانوں پر نظر کی تو مجھے کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آئی جہاں نامِ محمد (ﷺ) لکھا ہوا نہ ہو، اور میرے ربّ نے مجھے جنت میں رکھا، تو میں نے جنت کے ہر محل اور ہر بالا خانے اور بر آمدے پر اور تمام حُوروں کے سینوں پر اور جنت کے تمام درختوں کے پتوں پر اور شجرِ طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان نامِ محمد (ﷺ) لکھا ہوا دیکھا ہے، لہٰذا تو کثرت سے اُن کا ذکر کیا کرو کیونکہ فرشتے ہر وقت اُن کے ذکر میں مشغول ہیں۔ (۲۲۰)

اللہ اکبر ربّ العلا نے ہر شئے پہ لکھا نام محمد ﷺ
نوح و خلیل و موسیٰ و عیسیٰ سب کا ہے آقا نام محمد ﷺ

(حدائق بخشش)

حافظ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ فخرِ دو عالم ﷺ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ اللہ عزّ وجلّ قرآن کریم میں اپنی اطاعت، معصیت، فرائض، احکام، وعدہ اور وعید وغیرہا کے ذکر کے وقت اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا نام یا منصب بھی متصلاً ذکر کیا:

﴿اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ﴾ (۲۲۱)

ترجمہ: حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنز الایمان)

﴿وَ یُطِیۡعُوۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ﴾ (۲۲۲)

ترجمہ: اور اللہ و رسول کا حکم مانیں۔ (کنز الایمان)

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ﴾ (۲۲۳)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرے۔ (کنز الایمان)

﴿وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ﴾ (۲۲۴)

۲۲۰۔ زرقانی علی المواهب، ۸/۳۱۵ مختصراً و قال قوله فی الإسماء و المعجزات

۲۲۱۔ سورة النّساء:۴/۵۹ ۲۲۲۔ سورة التوبة:۹/۷۱

۲۲۳۔ سورة الأحزاب:۳۳/۵۷ ۲۲۴۔ سورة الأنفال:۸/۱۳

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے۔ (کنز الایمان)

﴿وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ﴾ (۲۲۵)

ترجمہ: اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے رب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔ (کنز الایمان)

﴿وَ مَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (۲۲۶)

ترجمہ: اور انہیں کیا بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں غنی کردیا۔

﴿اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ﴾ (۲۲۷)

ترجمہ: جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی۔ (کنز الایمان) (۲۲۸)

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ قرآن کریم میں نو مقامات ایسے ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کا نام اپنے مبارک نام کے ساتھ بیان فرمایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

(۱) ﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (۲۲۹)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنز الایمان)

(۲) اُن میں دوسرا مقامِ رضا ہے:

﴿وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (۲۳۰)

ترجمہ: اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔ (کنز الایمان)

(۳) مقامِ محبت: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (۲۳۱)

ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے

۲۲۵۔ سورۃ التوبۃ: ۵۹/۹
۲۲۶۔ سورۃ التوبۃ: ۷۴/۹
۲۲۷۔ سورۃ الأحزاب: ۳۷/۳۳
۲۲۸۔ امام ابو نعیم اصفہانی نے جن جن مقامات کا ذکر کیا ہے اُن میں سے یہ چند مقامات ہیں تفصیل کے لئے دیکھئے "دلائل النبوۃ"، الفصل الأول، ۴۷/۱
۲۲۹۔ سورۃ المائدۃ: ۹۱/۵
۲۳۰۔ سورۃ التوبۃ: ۶۲/۹
۲۳۱۔ سورۃ آل عمران: ۳۱/۳

فرمانبردار ہو جاؤ۔ (کنز الایمان)

(۴) مقامِ بیعت: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ (۲۳۲)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

(۵) مقامِ اِجابت: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ﴾ (۲۳۳)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔ (کنز الایمان)

(۶) مقامِ عزت: ﴿وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ﴾ (۲۳۴)

ترجمہ: اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول (اور مسلمانوں) ہی کے لئے ہے۔ (کنز الایمان)

(۷) مقامِ وِلایت: ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (۲۳۵)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول۔ (کنز الایمان)

(۸) مقامِ معصیت: ﴿وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ (۲۳۶)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کُل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اُسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔ (کنز الایمان)

(۹) مقامِ اِیذاء: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ (۲۳۷)

ترجمہ: بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر لعنت ہے دنیا و آخرت میں۔ (کنز الایمان)

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کا بیان مکمل ہوا۔ (۲۳۸)

۲۳۲۔ سورۃ الفتح: ۱۰/۴۸
۲۳۳۔ سورۃ الأنفال: ۲۴/۸
۲۳۴۔ سورۃ المنافقون: ۸/۶۳
۲۳۵۔ سورۃ المائدۃ: ۵۵/۵
۲۳۶۔ سورۃ النّساء: ۱۴/۴
۲۳۷۔ سورۃ الأحزاب: ۵۷/۳۳
۲۳۸۔ تفسیر ھاشمی (منظوم) پارہ عمّ سورۃ الانشراح، ص ۲۴۲، ۲۴۳ و نسخہ دیگر بحالتِ نثر، ص ۱۸۱، ۱۸۲

چند آیات کا ذکر کیا ہے آپ کی شان میں کثیر آیات وارد ہیں اور یہ بھی مشاہدہ فرمائیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے معاملہ کو اپنا معاملہ بتایا:

﴿وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی﴾ (٢٣٩)

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (کنزالایمان)

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ﴾ (٢٤٠)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

﴿وَ لَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَ اسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴾ (٢٤١)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ "شفاء شریف" میں فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ (آپ ﷺ کے ذِکر کی رِفعت سے) مُراد نبوّت (کا اعلان) ہے، بعض کہتے ہیں کہ (مطلب یہ ہے کہ) اے محبوب! جب (بندہ) مجھے یاد کرے گا تو میرے ساتھ تمہیں بھی یاد کرے گا۔ (جس طرح) کلمہ طیبہ میں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور بعض اذان واقامت میں حضور ﷺ کا ذِکر مراد لیتے ہیں۔ (٢٤٢)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اللہ عزّ وجلّ کا یہ فرمان حضور ﷺ کے لئے اُس کی بارگاہ میں عزّت وعظمت شرافت اور آپ کی بزرگی پر بڑی حُجت ہے کیونکہ آپ ﷺ کے قلب مبارک کو ایمان وہدایت کے لئے کھول دیا، علم وحکمت کی صیانت وحفاظت کے لئے وسیع کردیا،

٢٣٩۔ سورۃ الأنفال:٨/١٧ ٢٤٠۔ سورۃ الفتح:٤٨/١٠

٢٤١۔ سورۃ النّساء:٤/٦٤

٢٤٢۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ٢٤

اور جاہلیت کے بوجھ کو آپ ﷺ سے دُور کر دیا اور جاہلیت کی عادات وخصائل کو جس پر یہ لوگ تھے اُن کا دشمن بنا دیا، آپ ﷺ کے دین کو اُن کے دینوں پر غالب کر دیا اور آپ ﷺ کے رسالت ونبوت کے شدائد کو جو تبلیغ ورسالت کی صورت میں پیش آتے اُن سے آپ کو محفوظ کیا، اور جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا آپ نے اُن سب کو پہنچا دیا، اور آپ کو اعلیٰ مرتبہ عنایت فرمایا، آپ ﷺ کے نام کے ذِکر کو اتنا کیا کہ اپنے نام کے ساتھ آپ ﷺ کا نام ملا دیا۔ (٢٤٣)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے ذِکر کو دنیا وآخرت میں اتنا بلند کیا کہ کوئی خطیب یا کلمۂ شہادت کہنے والا یا نماز پڑھنے والا ایسا نہیں جو "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ" نہ کہے۔ (٢٤٤)

ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایمان کی تکمیل ہی آپ ﷺ کے ذِکر سے ہوتی ہے نیز کہتے ہیں کہ (مطلب یہ ہے کہ) میں نے آپ ﷺ کے ذِکر کو اپنا ذِکر قرار دیا ہے، لہٰذا جس نے آپ ﷺ کا ذِکر کیا اس نے میرا ذِکر کیا۔ (٢٤٥)

حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ:

لَا یَذْکُرُکَ أَحَدٌ بِالرِّسَالَۃِ إِلَّا ذَکَرَنِیْ بِالرُّبُوبِیَّۃِ (٢٤٦)

یعنی، جو شخص تمہاری رسالت کا اقرار کرے گا اُس نے میری ربوبیّت کا اقرار کیا۔

بعض نے ﴿وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ (٢٤٧) سے مقام شفاعت بھی مراد لیا ہے،

٢٤٣۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ٢٢

٢٤٤۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ٢٤
أیضاً المواھب اللّدنیۃ مع شرحہ للزّرقانی، المقصد السّادس، النّوع الأول، فی ذکر آیات تتضمّن عظم قدرہ و رفع ذکرہ الخ، ٨/٣١٣

٢٤٥۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ٢٤

٢٤٦۔ الشّفاء بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ٢٥
أیضاً المواھب اللّدنیۃ مع شرحہ للزّرقانی، المقصد السّادس، النّوع الأول فی ذکر آیات تتضمّن عظم قدرۃ و رفعۃ ذکرہ الخ، ٨/٣١٣

٢٤٧۔ سورۃ الإنشراح:٩٤/٤

اللہ عزّ وجلّ کے ذِکر کے ساتھ حضور ﷺ کے ذِکر کے قبیل سے یہ بھی ہے کہ اللہ عزّ وجلّ کی اطاعت کے ساتھ حضور ﷺ کی اطاعت اور اللہ عزّ وجلّ کے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا نام ملا کر بیان کرنا، چنانچہ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:

﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (۲۴۸)

ترجمہ: اور اللہ و رسول کے فرمانبردار رہو۔ (کنز الایمان)

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ﴾ (۲۴۹)

ترجمہ: اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ (کنز الایمان)

اِن دونوں کو واؤ عطف کے ساتھ جو مشترک ہوتی ہے جمع کیا ہے، کلام میں حضور ﷺ کے سوا کسی کو اللہ عزّ وجلّ کے ساتھ جمع کرنا جائز نہیں۔ (۲۵۰)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزّ وجلّ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کے مرتبہ کی ایک یہ بھی شان ہے کہ اللہ عزّ وجلّ نے حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا، چنانچہ فرماتا ہے:

﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ﴾ (۲۵۱)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنز الایمان)

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ﴾ الآیۃ (۲۵۲)

ترجمہ: اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو اگر اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (۲۵۳)

چنانچہ ایک روایت کے مطابق جب یہ آیت نازل ہوئی تو کفّار کہنے لگے کہ (معاذ اللہ) حضور ﷺ چاہتے ہیں کہ ہم اُن کو خُدا (ربّ) بنالیں، جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ

۲۴۸۔ سورۃ آل عمران: ۱۳۲/۳ ۲۴۹۔ سورۃ الحدید: ۷/۵۷
۲۵۰۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۵
۲۵۱۔ سورۃ النّساء: ۸۰/۴ ۲۵۲۔ سورۃ آل عمران: ۳۱/۳
۲۵۳۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۶

علیہ السّلام کو خُدا بنالیا۔ (۲۵۴) تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو رُسوا کرنے کے لئے یہ آیہ کریمہ نازل فرما کر اپنی فرمانبرداری کو رسول کی فرمانبرداری کے ساتھ ملا دیا:

﴿قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ﴾ (۲۵۵)

ترجمہ: تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا۔ (۲۵۶)

محمد برائے جنابِ الٰہی — جنابِ الٰہی برائے محمد ﷺ
بہم عہد باندھے ہیں وصل ابد کا — رضائے خُدا اور رضائے محمد ﷺ
محمد کا دم خاص بہرِ خُدا ہے — سوائے محمد برائے محمد ﷺ
خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
خُدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے — جو آنکھیں ہیں محو لقائے محمد ﷺ
دمِ نزع جاری ہو میری زبان پر — محمد محمد خُدائے محمد ﷺ

۳۹۔ ﴿اِنَّـآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ O فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ O اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ O﴾ (۲۵۷)

ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں، تو تم اپنے ربّ کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو، بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (کنز الایمان)

شانِ نُزول: ابن سعد اور ابن عساکر نے کلبی کے طریق سے بروایت ابی صالح و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کی ہے کہ جب مکہ میں آپ ﷺ کے فرزند ارجمند حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو عاص بن وائل سہمی نے کہا: ''قَدِ انْقَطَعَ نَسْلُہٗ فَھُوَ اَبْتَرُ'' بے شک اُس کی نسل منقطع ہوگئی تو وہ ''ابتر'' ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (۲۵۸)

۲۵۴۔ أخرجہ ابن المنذر عن مجاھد و قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما
۲۵۵۔ سورۃ آل عمران: ۳۲/۳
۲۵۶۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۶
۲۵۷۔ سورۃ الکوثر: ۱/۱۰۸ تا ۳
۲۵۸۔ اسی طرح تفسیر البغوی، ۵۳۴/۴، تفسیر القرطبی، ۲۲۲/۲۰/۱۰، تفسیر المظھری، ۲۱۲/۳، تفسیر ابن کثیر ۷۴۱/۴، اور أسباب النّزول للواحدی، ص ۴۹۵ میں ہے۔

Ishaate Islam

ارشاد فرمایا: اِنَّا یعنی ہم نے جو زمین و آسمان کے خالق و مالک ہیں اے حبیب! ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے جو چیز ہم عطا فرمانا چاہیں اُسے کوئی روک نہیں سکتا جو چیز ہم عطا فرما دیں اُسے کوئی چھین نہیں سکتا۔

یہاں ''اٰتَیْنَا'' کی جگہ ''اَعْطَیْنَا'' مذکور ہے اِن دونوں کے مفہوم میں بہت فرق ہے۔ ''اَعْطٰی'' کے لفظ کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابن منظور فرماتے ہیں:

> اَعْطٰی کہتے ہیں اپنے ہاتھ سے کوئی چیز کسی کے حوالے کر دینا۔(٢٥٩)

اِس تحقیق کے مطابق آیہ کریمہ کا مفہوم یہ ہوا کہ ہم نے اپنے دستِ قدرت سے ''کوثر'' آپ کے حوالے کر دیا، آپ کو اُس کا مالک بنا دیا، علامہ نیشاپوری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> اِس آیت کی ابتداء ''اِنَّ'' سے کی گئی ہے جو تاکید پر دلالت کرتا ہے، پھر ضمیر جمع ذکر کی گئی ہے جو تعظیم کا مفہوم دیتی ہے، نیز یہاں ''اِعْطَاء'' کا لفظ استعمال ہوا ہے ''اِیتاء'' کا نہیں، اور ''اعطا'' میں ملکیت پائی جاتی ہے، ''اِیتاء'' میں یہ معنی نہیں پایا جاتا، پھر یہاں ماضی کا صیغہ ذکر کیا جو تحقیق پر دلالت کرتا ہے، یعنی یہ کام ہو گیا۔(٢٦٠)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

> یہاں ''اِعطاء'' کا اسناد ضمیر متکلم کی طرف کیا گیا ہے، ''اِیتاء'' کا نہیں، اِس سے اُس اَمر کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ''کوثر'' کا مالک بنا دیا۔(٢٦١)

کیا شانِ جود وسخا ہے دینے والے کی اور کیا رفعت و بلندی ہے لینے والا کی۔ (ﷺ)

اب ذرا ''کوثر'' کو سمجھنے کی کوشش کیجئے تا کہ معلوم ہو جائے کہ اِس میں فضائل و مکارم کے کتنے سمندر سمو دیئے گئے ہیں، چنانچہ علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں:

> ''کوثر'' کثرت سے ماخوذ ہے، اس کا وزن ''فوعل'' ہے جو مبالغہ کا صیغہ ہے، اِس کا معنی ہے کسی چیز کا اتنا کثیر ہونا کہ اُس کا اندازہ نہ لگایا جا

٢٥٩۔ لسان العرب، حرف وی، فصل العین المھملۃ، ١٥/ ٦٨

٢٦٠۔ تفسیر غرائب القران، سورۃ الکوثر، ١٢/ ٣٠/ ١٧٥

٢٦١۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ الکوثر: ١٠٨/ ١، ١٠/ ٦٦٢

سکے۔ (٢٦٢)

اور علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ جو چیز تعداد میں، قدر و قیمت میں اور اپنی اہمیت کے لحاظ سے بہت زیادہ ہو، اُسے ''کوثر'' کہتے ہیں(٢٦٣)

یہاں ایک چیز بڑی غور طلب ہے، وہ یہ کہ قاعدہ یہ ہے کہ موصوف اور صفت دونوں یکجا مذکور ہوتے ہیں لیکن یہاں ایک اُس کے برعکس ہے۔ ''الکوثر'' جو صفت ہے وہ تو مذکور ہے لیکن اس کا موصوف مذکور نہیں اس میں کیا حکمت ہے، اس کے بارے میں علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ایک چیز ''کوثر'' عطا کی ہوتی تو اُس کا ذکر کر دیا ہوتا، اگر چند چیزیں ہوتیں تو اُن کا بیان کیا جاتا، یہاں تو حالت یہ ہے کہ جو عطا فرمایا بے حد و بے حساب عطا فرمایا، کس کا ذکر کیا جائے اور کس کا نہ کیا جائے، اِس لئے صفت ذکر کر دی اور موصوف کو قاری کے ذہن پر چھوڑ دیا

گیا، مقصد یہ ہے کہ اے حبیب! میں نے آپ کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ بے حد و بے حساب ہیں، علم و حلم، جود و سخا، عفو و درگزر، الغرض جن محامد و محاسن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو سرفراز فرمایا وہ ایک سمندر ہے، جس کی حد کو کوئی پا نہیں سکتا۔

علماء کرام نے ''کوثر'' کی تفسیر میں متعدد اقوال ذکر فرمائے ہیں، (٢٦٤) چند یہاں بیان کئے جاتے ہیں:

(١) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ''کوثر'' سے مراد جنت کی وہ نہر ہے، جس سے جنت کی سب نہریں نکلتی ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرما دی ہیں''، اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''کوثر'' ایک نہر ہے جو تمہارے نبی ﷺ کو عطا کی گئی'' (٢٦٥) اور حضور ﷺ نے فرمایا ''کوثر جنت کی ایک نہر جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں، موتیوں اور یاقوت کا فرش بچھا ہوا ہے، اُس کی مٹی کستوری سے زیادہ

٢٦٢۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (١٠٨) الکوثر، الآیۃ: ١، ١٠/ ٦٦٢

٢٦٣۔ الجامع لأحکام القرآن، سورۃ (١٠٨) الکوثر، الآیۃ: ١، ٢٠/ ٢١٦

٢٦٤۔ امام زرقانی مالکی لکھتے ہیں ''کوثر'' کی تفسیر میں تقریباً بیس اقوال ہیں (شرح الزرقانی علی المواھب، المقصد السادس، النوع الأول، ٨/ ٣٣١)

٢٦٥۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورہ ﴿اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ﴾ برقم: ٤٩٦٥، ٣/ ٣٣٧

خوشبودار ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ شفاف ہے''۔(۲۶۶)

(۲) اُس حوض کا نام (۲۶۷) جو میدانِ حشر میں ہوگا، جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ و السّلام اپنی اُمّت کے پیاسوں کو سیراب فرمائیں گے، جس کے کناروں پر پیالے اِس کثرت سے ہوں گے جتنے آسمان پر ستارے ہیں، (۲۶۸) تا کہ درِ حبیب ﷺ پر آکر کسی پیاسے کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ اِس حوض کے بارے میں احادیث متواترہ مذکور ہیں، علماءِ کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ اِس کے چاروں کونوں پر خلفائے اربعہ (حضرت ابوبکر، وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تشریف فرما ہوں گے، جو شخص اُن میں سے کسی کے ساتھ بُغض رکھے گا اُسے حوضِ کوثر سے ایک گھونٹ بھی نہیں ملے گا۔

(۳) نبوّت (۲۶۹) انبیاء علیہم السّلام تو حضور ﷺ سے پہلے بھی تشریف لائے لیکن نبوّت محمدیہ علیہ التّحیّۃ والثّناء کے فُیوض و برکات کی کثرت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے، نبوّت کا دامن ساری نوعِ انسانی کو سمیٹے ہوئے ہے بلکہ آپ ساری کائنات کے نبی ہیں، آپ کا بحرِ رسالت زمان ومکان کی حُدود سے آشنا نہیں۔

(۴) کوثر سے مراد قرآن کریم ہے، (۲۷۰) انبیائے سابقین بھی صحائف اور کتابیں لے کر آئے، لیکن جو جامعیّت اور اَبدیّت اِس کی تعلیمات میں ہے اِس کی نظیر کہاں، علوم و معارف کے خزینے اِس صحیفۂ رُشد وہدایت میں مستور ہیں وہ کسی اور کو نصیب نہیں۔

(۵) اِس سے مراد دینِ اسلام ہے۔(۲۷۱)

۲۶۶۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ الکوثر، برقم: ۲۸۱۸۰، ۱۲/۷۲۰

أیضاً تفسیر ابن عاشور، سورۃ الکوثر، ۳۰/۵۰۳

أیضاً الدُّرُّ المنثور، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱۔۳، ۱۰/۵۹۱

۲۶۷۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ الکوثر، برقم: ۳۸۱۶۶، ۱۲/۷۱۹

۲۶۸۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ الکوثر، برقم: ۳۸۱۴۱، ۱۲/۷۱۷

۲۶۹۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ الکوثر، برقم: ۳۸۱۵۴، ۱۲/۷۱۸

أیضاً حاشیۃ الصّاوی علی الجلالین، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳۴۱

أیضاً تفسیر ابن عاشور، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱۔۲، ۳۰/۵۰۳

۲۷۰۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ الکوثر، برقم: ۳۸۱۸۴، ۱۲/۱۸۸

أیضاً حاشیۃ الصّاوی علی تفسیر الجلالین، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳۴۱

۲۷۱۔ حاشیۃ الصّاوی علی تفسیر الجلالین، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳۴۱

(۶) اِس سے مراد صحابہ کرام کی کثرت ہے (۲۷۲) جتنے صحابہ حضور ﷺ کے تھے کسی دوسرے نبی یا رسول کو اتنے صحابہ میسر نہ آئے۔

(۷) اِس سے مراد رفعِ ذکر ہے، (۲۷۳) ساری کائنات کی بلندیوں اور پستیوں میں جس طرح اِس نبی رحمت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے مبارک ذکر کا ڈنکا بج رہا ہے اُس کی مثال نہیں ملتی۔

امام اہلسنّت فرماتے ہیں:

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ، فرش میں طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

(۸) امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ''کوثر'' سے مراد حضور ﷺ کے دل کا نُور ہے جس نے آپ کی اللہ تعالیٰ تک رہنمائی کی اور ما سوا سے ہر قسم کا رشتہ منقطع کر دیا۔(۲۷۴)

(۹) مقامِ محمود، (۲۷۵) روزِ محشر جب شفیع المذنبین شفاعت عامہ فرمائیں گے۔ ﷺ

(۱۰) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ''کوثر'' کی تفسیر بیان کی، الخیر الکثیر (یعنی خیر کثیر)(۲۷۶) حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ لوگ تو کہتے ہیں ''کوثر'' جنّت کی ایک نہر کا نام ہے تو آپ نے فرمایا وہ بھی اس خیر کثیر میں سے ایک ہے۔(۲۷۷)

علامہ اسماعیل حقی ''کوثر'' کے بارے میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری ظاہری و باطنی نعمتیں ''کوثر'' میں داخل ہیں، ظاہری نعمتوں سے مراد دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں اور باطنی

۲۷۲۔ حاشیۃ الصّاوی علی تفسیر الجلالین، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳۴۱

۲۷۳۔ حاشیۃ الصّاوی علی تفسیر الجلالین، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳۴۱

۲۷۴۔ حاشیۃ الصّاوی علی تفسیر الجلالین، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳۴۱

۲۷۵۔ حاشیۃ الصّاوی علی تفسیر الجلالین، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳۴۱

أیضاً تفسیر ابن عاشور، ۳۰/۵۰۳

۲۷۶۔ ان میں سے اکثر اقوال "الجامع لأحکام القرآن" ۱۰/۲۰/۲۱۶، ۲۱۷ میں مذکور ہیں

۲۷۷۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ برقم: ۴۹۶۶، ۳/۳۳۷

أیضاً المسند للإمام أحمد: ۲/۱۱۲

أیضاً السُّنن الکبریٰ للنّسائی، کتاب التفسیر، سورۃ الکوثر، برقم: ۱۱۶۴۰، ۱۰/۳۴۶،

و فی نسخۃ أخری، برقم: ۱۱۷۰۴

نعمتوں سے مراد وہ علوم لدنیہ ہیں جو بغیر کسب کے محض فیضانِ الٰہی سے
حاصل ہوتے ہیں۔(۲۷۸)

علامہ قرطبی نے بھی اِس سے ملتی جلتی تشریح کی ہے،(۲۷۹) اور علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:

"کوثر" سے مراد خیر کثیر ہے اور دنیوی و اُخروی نعمتیں جن میں فضیلتیں اور
فضائل سب شامل ہیں اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ احادیث
میں "کوثر" کا معنی نہر بتایا گیا ہے یہ بطور تمثیل و تخصیص ہے۔(۲۸۰)

امام اہلسنّت فرماتے ہیں:

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر   ساری کثرت پاتے یہ ہیں   (الاستمداد)

امام سیوطی نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے "کوثر" کی تفسیر حوض کے ساتھ فرمائی جو قیامت کے دن موقف میں ہوگا اور اُس نہر کے ساتھ فرمائی جو جنّت میں ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ متواترہ میں ہے پس اِس پر ایمان لانا واجب ہے۔(۲۸۱)

پہلے اپنی بے پایاں عنایات سے اپنے حبیب کو سرفراز فرمانے کا ذکر کیا، اب اُن انعامات و احسانات کا شکر ادا کرنے کی تلقین ہو رہی ہے، چنانچہ ارشاد ہوا، اے حبیب! اپنے ربّ کے لئے نماز پڑھا کرو اور اُسی کی خاطر قربانی دیا کرو، کم فہم کھاتے تو اللہ تعالیٰ کا ہیں، پلتے اُس کی رحمت کے ٹکڑوں پر ہیں، نشو و نما اُس کے آغوشِ لطف و کرم میں پاتے ہیں، لیکن شکریہ غیروں کا ادا کرتے ہیں، عبادت معبودانِ باطل کی کرتے ہیں، قربانیاں بتوں کے نام پر دیتے ہیں۔

اے محبوب مکرم! یہ سب سے بڑی ناشکری اور کفرانِ نعمت ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ﴾

ترجمہ: تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔(کنزالایمان)

ترتیب مضمون کے طور پر ہے جو اس کے بعد ہے یا جو اس سے پہلے گزرا تو اگر آپ ﷺ کو حق تعالیٰ نے بے شمار خوبیاں عطا کیں جیسا عطیہ (الکوثر) کے ذکر میں گزرا، جو جہانوں میں کسی ایک کو ہرگز نہ دیا گیا یہ تو عطیہ مامور بہ (جس کا حکم دیا گیا) ہے یعنی آپ ﷺ پر لازم و واجب ٹھہرتا ہے کہ تعمیل ارشاد کریں (قبول فرمائیں)، یعنی اپنے پروردگار کے

۲۷۸۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ:۱، ۱۰/۶۳۴، ۶۳۵
۲۷۹۔ الجامع لأحکام القرآن، سورۃ الکوثر: ۱۰۸/۱، ۱۰/۲۰/۲۱۷، ۲۱۸
۲۸۰۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۱۰/۶۶۲
۲۸۱۔ الأکلیل، سورۃ الکوثر، ص۲۲۹

لئے خالصتاً نماز پر مداومت فرمائیں، جس ذات کریم نے آپ ﷺ پر ان انعامات کی کثرت فرمائی، جو بھلائی کی کثرت اور خیر ہی خیر ہے، برخلاف اُن لوگوں کے جو نمازوں کو بھولے بیٹھے ہیں اور دکھاوا کرنے والے ہیں، اس میں اس نعمت پر حق سبحانہ و تعالیٰ کے شکر کی ادائیگی ہے بلاشبہ نماز شکر کی تمام قسموں کی جامع ہے۔

خفاجی کا قول ہے کہ "کوثر" بمعنی "خیر کثیر" ہے اور فاء سببیہ ہے تو اس نعمت عظیمہ اور عطا جلیلہ پر شکر کے طور پر نماز پڑھو۔(۲۸۲)

"شــانـئ": مُبغض، جس کے دل میں بُغض و عداوت ہو تو اس کو "شانی" کہتے ہیں۔

"ابتر"، بتر سے ہے اور "بتر" کا معنی "القطع" یعنی کسی چیز کو کاٹ دینا، اہلِ لغت کے نزدیک وہ مرد جس کا فرزند نہ ہو اُسے "ابتر" کہتے ہیں، وہ چارپایہ جس کی دُم نہ ہو اُس کو بھی "ابتر" کہتے ہیں، نیز وہ کام جس کا نیک اثر باقی نہ رہے اس کو بھی "ابتر" کہتے ہیں۔(۲۸۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور سرورِ عالم ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی، حضرت قاسم پھر زینب، پھر عبداللہ، پھر اُمّ کلثوم، پھر فاطمہ، پھر رقیہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہم وعلیہم اجمعین، پہلے حضرت قاسم کا انتقال ہوا پھر حضرت عبداللہ کا (جن کا لقب طیب و طاہر ہے جب کفار نے دیکھا کہ آپ کے دونوں فرزند داغِ مفارقت دے گئے، اب صرف صاحبزادیاں ہی ہیں تو انہوں نے طرح طرح کی باتیں بنانا شروع کر دیں)، عاص بن وائل کہنے لگا:

فَقَدِ انْقَطَعَ نَسلُهٗ فَهُوَ اَبْتَرٌ

یعنی، اُن کی نسل منقطع ہو گئی پس وہ ابتر ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے ﴿اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ﴾ نازل فرمایا۔(۲۸۴)

اے محبوب! آپ کا معاملہ تو یہ ہے آپ کی ذرّیت باقی رہے گی (اور بکثرت ہوگی) آپ کی شہرت کمال اچھائی کے ساتھ اور آپ کے فضل کے نشان قیامت تک باقی رہیں گے، اور آپ کا شرف بلند سے بلند تر ہوتا رہے گا، آپ کا ذکر ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا، آپ ﷺ کے لئے بروزِ جزاء جو کچھ فضل و شرف، اعزاز و اکرام، عظمت و شان ہے کہ وہ اس کثرت کثیرہ کے ساتھ ہے کہ

۲۸۲۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثلاثون، سورۃ الکوثر، ۷/۱۵۴۰
۲۸۳۔ الجامع لأحکام القرآن، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۳، ۱۰/۲۰/۲۲۳
۲۸۴۔ الدُّرُّ المنثور، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱۔۳، ۸/۵۹۵

بیان اُسے محیط کیسے ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ اے محبوب! جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں ساتھ ہی تمہارا ذکر ہوگا، تمہارا ذکر اذانوں میں گونجے گا اور منبروں پر بلند ہوگا، قیامت تک آپ ﷺ کا بکثرت ذکر ہوگا، آپ پر آپ کا ربّ اس کے فرشتے اور تمام مؤمنین درود وسلام کی کثرت کریں گے۔ اور رہی آخرت تو پیارے! وہ آپ کی شانِ محبوبی اور عظمت کے اظہار کا ہی حقیقی دن ہے۔

شانیء: اسم فاعل ہے اور بعض نے کہا کہ ماضی کے معنوں میں ہے تو مطلب یہ ہے اگر کوئی بحالتِ کفر بُغض رکھے پھر ایمان لے آئے اور آپ ﷺ کو محبوب رکھے، تو وہ اس وعید سے خارج ہے، جیسا کہ بعض اکابر صحابہ کے معاملہ میں ہے کہ اول دشمن ومخالف تھے پھر ایمان لاکر جاں نثار بن گئے، اُن کی نظروں میں آپ ﷺ ہر شئے یہاں تک کہ اپنی جان سے بڑھ کر محبوب ومطلوب ہوگئے اور حق یہ کہ ایمان کی روح واصل آپ ﷺ کی محبت ہی تو ہے۔ اور جو محبتِ رسول اللہ ﷺ سے محروم ہے وہ مومن ہی نہیں ہوسکتا۔(۲۸۵)

یہ ہے شانِ مصطفیٰ ﷺ، دشمن گستاخی کرتا ہے رحمتِ خداوندی جوش میں آجاتی ہے، دشمن کو عذاب کا مژدہ سُنایا جاتا ہے اور محبوب کریم ﷺ کو طرح طرح کی نعمتیں یاد دلا کر خوش فرمایا جاتا ہے۔

شکلِ بشر میں نُورِ الٰہی اگر نہ ہو ۔۔۔ کیا قدر اس خمیرۂ ماؤ مدر کی ہے
نُورِ اللہ کیا ہے محبت حبیب کی ۔۔۔ جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک وخر کی ہے

۴۰۔ ﴿تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّO مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَO سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍO وَّ امْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِO فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍO﴾ (۲۸۶)

ترجمہ: تباہ ہوجائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا، اُسے کچھ کام نہ آیا اُس کا مال اور نہ جو کمایا، اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ، اور اُس کی جورو لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی، اُس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسّا۔ (کنز الایمان)

شانِ نُزول: امام احمد، بخاری(۲۸۷)، مسلم(۲۸۸) اور ترمذی (۲۸۹) نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کو ارشاد فرمایا:

۲۸۵۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثلاثون، سورة الكوثر، ۱۵٤۱/۷

۲۸٦۔ سورة اللهب:۱۱۱/۱۔۵

۲۸۷۔ صحیح البخاری، كتاب التفسير، باب تفسير سورة اللهب، برقم:٤۹۷۲، ۳۳۹/۳

۲۸۸۔ صحیح مسلم، كتاب الإيمان، باب فی قوله تعالیٰ: ﴿وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾، برقم:٤۲۸/۳۳٥۔ (۲۰۸)، ص ۱۲٤

۲۸۹۔ سُنَن الترمذی، كتاب التفسير، باب من سورة تبت يدا، برقم:۳۳٦۳، ۲۹۰/٤، ۲۹۱

﴿وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ (۲۹۰)

ترجمہ: اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈرائیے۔ (کنز الایمان)

نازل ہوئی تو حضور ﷺ کوہِ صفا پر چڑھے اور بنی فہر، بنو عدی سردارانِ قریش کو بلانا شروع کیا، یہاں تک کہ وہ سب کے سب جمع ہوگئے، جو شخص خود نہ آسکا اس نے اپنا کوئی آدمی بھیج دیا تاکہ دیکھے کیوں جمع کیا جا رہا ہے، تو ابولہب اور سب قریش آگئے، آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تمہیں خبر دوں کہ وادی کے اُس پار ایک لشکرِ عظیم تم پر حملے کا ارادہ رکھتا ہے، تو کیا تم میری تصدیق کروگے سب بولے ہاں، ہمیں آپ سے بجز سچائی و بھلائی کے اور کوئی تجربہ ہی نہیں، ارشاد فرمایا، تو میں تمہارے لئے نذیر ہوں، اور تمہیں آنے والے عذابِ شدید سے ڈراتا ہوں، تم شرک سے باز آجاؤ، ابولہب نے اپنے ہاتھ بلند کئے انگلی سے اشارہ کیا، اور بولا تَبًّا لَّكَ أَمَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهٰذَا؟ یعنی، اللہ تمہیں تباہ کرے، کیا اس لئے ہمیں جمع کیا ہے۔ (معاذ اللہ)

اِس پر یہ سورت نازل ہوئی، چونکہ ابولہب نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا تھا اِس لئے اُس کے دونوں ہاتھوں کا ذکر خصوصیت سے آیا۔

اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ابولہب کی بیوی امّ جمیل بنت حرب کانٹے اٹھا کر لاتی تھی اور انہیں نبی ﷺ کے راستے میں بچھا دیتی تھی تو اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔(۲۹۱)

بعض علماء کا خیال ہے کہ "تَبَّتْ" یہ جملہ خبریہ ہے، اور "تَبَّ" بھی جملہ خبریہ اور اس سے مراد تاکید ہے لیکن علامہ قرطبی نے "فراء" کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "تَبَّتْ یَدَا" یہ اس کے خلاف دعا ہے اور "تَبَّ" جملہ خبریہ ہے، پہلے فرمایا ایسا ہوجائے گا پھر بتا دیا ایسا ہوگیا:

"قال الفراء: التَّبُّ الأوّل: دعاء، و الثّانی خبر"۔ (۲۹۲)

یعنی، فراء نے کہا: پہلا "تَبّ" دعا ہے اور دوسرا خبر ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی بھی فرماتے ہیں:

إخبارٌ بعد إخبارٍ للتّاكيد، أو الأولیٰ دعائية و الثّانی إخبارية و التّعبير بالماضی لتحقّق وقوعه(۲۹۳)

۲۹۰۔ سورة الشّعراء:۲٦/۲۱٤

۲۹۱۔ الرَّوضُ الأُنُف: أم جميل و مانزل فيها، ۱۱۱/۲

۲۹۲۔ الجامع لأحكام القران، سورة (۱۱۱)، المسد، الآية: ۱، ۲۳٦/۲۰/۱۰

۲۹۳۔ تفسير المظهری، سورة اللّهب، ۳٥۲/۱۰

یعنی، خبر کے بعد خبر تاکید کے لئے ہے، یا پہلا دعائیہ ہے اور دوسرا اخباریہ اور ماضی سے تعبیر کرنے کی وجہ اس کے وقوع کا تحقق ہے۔

ابولہب کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کا چچا تھا، آپ ﷺ سے سخت عداوت وعناد رکھتا تھا، ابولہب اُس کی کنیت تھی، اور کنیت سے ذکر کرنے میں اشارہ ہے کہ وہ جہنمی ہے کہ لہب حقیقی تو وہ ہے جو لہبِ جہنم ہے، ''لہب'' کے معنی شعلہ، لپٹ کے ہیں اور اسی طرح کا ذکر اُس کے حال کے مناسب تھا۔

یہ شخص بہت گورا (بظاہر) خوبصورت تھا اُس کا چہرہ انگاروں کی طرح دمکتا تھا، اِس وجہ سے اُسے ابولہب کہتے تھے۔

''المجمع'' میں طارق محاربی سے منقول ہے کہ میں لوگوں کے درمیان ذوالمجاز کے بازار میں موجود تھا، میں نے ایک شخص کو بیان کرتے سُنا جو لوگوں کو کہہ رہا تھا، اے لوگو! ''لا اله اِلاَّ اللّٰہ'' کہو اور کامیابی وفلاح پاؤ، اس کے پیچھے ایک اور شخص کو دیکھا کہ اُسے پتھر مارتا ہے جس سے اُس کی پنڈلیاں اور پاؤں کی جڑیں خون آلود ہو رہی تھیں، وہ لوگوں سے کہتا تھا، یہ شخص جھوٹا ہے تم اس کی تصدیق نہ کرو، اِسے سچا نہ جانو، تو میں نے پوچھا وہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ وہ محمد (ﷺ) ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، اور یہ پچھلا شخص انہی کا چچا ابولہب ہے جو بزعمِ خویش انہیں جھوٹا جانتا ہے۔(۲۹۴)

اُس کے خلاف یہ دعا اُس کی مکمل ہلاکت کے لئے اور یہ بھی صحیح ہے کہ یہ دونوں اُمور کے بارے میں خبر ہوں، کہ ''تَبَّتْ'' سے مراد اُس کے خلاف دعا بھی ہے اور خبر بھی، کہ اُس کی دنیا برباد ہوگئی اور ''تَبَّ'' میں دوسری خبر ہے کہ وہ آخرت میں بھی یقینی طور پر تباہ وبرباد اور ہلاک ہو ہی گیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ابولہب نے کہا اگر میرا بھتیجا اپنے قول میں سچا ہے تو میں اپنا مال واولاد اپنی جان کے بدلے فدیہ کر دوں گا، تو یہ آیت اُتری،(۲۹۵) جس میں اُس کے قول کی تردید ہے کہ اُس کا مال اُس سے تباہی اور عذاب کو نہیں روک سکے گا، اور وہ عذاب سے ہرگز نہ بچ سکے گا، ابولہب بڑا دولت مند تھا، یہ مکہ کے چار دولت مندوں میں سے ایک تھا، اُس کے پاس آٹھ سیر سے زیادہ سونے کی اینٹیں تھیں دیگر جائیداد، سامان، مال مویشی اِس کے ماسوا تھے اور صاحبِ اولاد بھی تھا، اُس کے کئی لڑکے تھے

۲۹۴۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۱۱) المسد، الآیۃ: ۱، ۱۰/۳۰/۶۸۴

۲۹۵۔ تفسیر المظھری، سورۃ اللّھب، ۳۵۲/۱۰

جو اُس کی موجودگی میں پورے جوان تھے، جب یہ سورت نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں (جن کی شادی نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں سے ہو چکی تھی) سے کہا ان دونوں کے لئے میرا سر اور تم دونوں کا سر حرام ہے اگر تم نے محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی، تو میں اپنی جائیداد سے محروم کر دوں گا، عُتبہ اور عُتیبہ کے گھر حضور ﷺ کی دونوں صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھیں، عُتبہ نے باادب حاضرِ خدمت ہو کر حضرت رقیہ کو طلاق دی، لیکن عُتیبہ نے گستاخانہ طور پر طلاق دی اور اپنے کُھلے کفر اور باطنی خباثت کا اظہار بھی کیا، جس پر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو رنج ہوا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ'' یعنی، اے اللہ! کتوں میں سے کوئی کتا اِس پر مُسلّط کر دے۔

ابو طالب اُس وقت وہاں موجود تھے، تو انہوں نے کہا اے برادر زادے! تیرے خلاف اِس سے تجھے کون بچا سکے گا، وہ اپنے سامانِ تجارت کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا، ابولہب نے اپنے نوکروں سے کہا کہ رات کو عُتیبہ کو اپنے درمیان میں سُلانا، اتفاق سے ایک جنگل میں رات ہوگئی، سب سو گئے، جنگل سے شیر نکلا، سب کا منہ سونگھتا ہوا چھوڑتا گیا جب عُتیبہ کا منہ سونگھا تو اُسے پھاڑ کر رکھ دیا۔(۲۹۶)

ابولہب بزدلی کے باعث جنگِ بدر میں شریک نہ ہوا، لیکن بدر کی عبرتناک شکست کے بعد ابھی صرف ایک ہفتہ ہی گزرا ہوگا، کہ اس کے جسم پر ایک زہریلا چھالا نکلا (العدسہ) چیچک دانہ نمودار ہوا، چند دنوں میں اُس کے سارے جسم میں پھیل گیا، ہر جگہ سے بدبودار پیپ بہنے لگی، گوشت گل گل کر گرنے لگا اُس کے بیٹوں نے جب دیکھا تو اُسے ایک متعدی بیماری لگ گئی ہے تو انہوں نے اُسے اپنے گھر سے باہر نکال دیا، اور تڑپتے تڑپتے اُس نے جان دے دی، اب اُس کی نعش کو ٹھکانے لگانے کے لئے کوئی عزیز اُس کے قریب نہ گیا، تین دن تک اُس کی لاش پڑی رہی جب اُس کے تعفّن اور بدبو سے لوگ تنگ آگئے تو اس کے بیٹوں کو لعنت ملامت کی، تب انہوں نے چند حبشی غلاموں کو اُس کی لاش ٹھکانے لگانے پر مقرر کیا، انہوں نے ایک گڑھا کھودا، اور لکڑیوں سے اُس کی لاش کو دھکیل کر اس گڑھے میں پھینک دیا اور اوپر پتھر ڈال کر ڈھک دیا (۲۹۷)، یہ اللہ کے غضب کی مار تھی، جس سے اُس کا سارا غرور وتکبر مسمار ہو کر رہ گیا، جس اولاد پر

۲۹۶۔ الخصائص الکبریٰ، باب دعائہ ﷺ علی أبی لھب، ۱۴۷/۲

أیضاً تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۱۱) المسد، الآیۃ: ۲، ۱۰/۳۰/۶۸۷

۲۹۷۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۱۱) المسد، الآیۃ: ۲، ۱۰/۳۰/۶۸۷

اور مال پر اُس کو فخر تھا، سب نے بے یار و مددگار چھوڑ دیا، اِس طرح سے گستاخِ رسول اللہ ﷺ کا انجام سب کُفّار نے دیکھا لیکن پھر بھی اپنے کفر و عناد سے باز نہ آئے۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِہٖ وَ مِنْ غَضَبِ رَسُوْلِہٖ ﷺ

﴿سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ﴾ اب دھنستا ہے، لپٹ مارتی آگ میں وہ یعنی جلد ہی آخرت میں بہر نوع جہنم میں ضرور داخل ہوگا، اور اُس کی آگ میں جلے گا، یعنی شعلے مارتی بھڑکتی آگ میں جلے گا۔

ابولہب کی بیوی کا نام اَرْوَہ تھا اور کنیت اُمّ جمیل تھی، ایک آنکھ سے کانی تھی، انتہائی بخیل تھی، حرب بن اُمیہ بن عبدالشمس کی بیٹی تھی، ابوسفیان بن حرب کی بہن تھی، نبی کریم ﷺ سے سخت عداوت و دشمنی رکھتی تھی اور آپ کی ایذاء رسانی کے لئے خود سر پر کانٹوں کا گٹھا لا کر آپ ﷺ کی گزرگاہ پر ڈالتی تھی کہ آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو تکلیف ہو، زخمی ہوں، دولت مند اور انتہائی مالدار ہونے کے باوجود خود ہی یہ کام کرتی تھی، (۲۹۸) جس سے اُس کی شقاوت اور عداوت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

صدرالافاضل لکھتے ہیں باوجودیکہ بہت دولتمند اور بڑے گھرانے کی تھی لیکن سیّد عالم ﷺ کی عداوت میں انتہا کو پہنچی تھی کہ خود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھا لا کر رسول کریم ﷺ کے راستہ میں ڈالتی تا کہ حضور ﷺ کو اور حضور ﷺ کے اصحاب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور کی ایذا رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔(۲۹۹)

ایسے ہی بدبختوں کا حال اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے:

﴿وَ اَمَّاۤ اِنْ کَانَ مِنَ الْمُکَذِّبِیْنَ الضَّآلِّیْنَ O فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِیْمٍ O وَّ تَصْلِیَۃُ جَحِیْمٍO﴾ (۳۰۰)

ترجمہ: اور اگر جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو، تو اس کی مہمانی کھولتا پانی اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا۔ (کنزالایمان)

ابن جریر ابن ابی حاتم نے ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ابولہب کی بیوی اُمّ جمیل حضور ﷺ کے راستوں میں کانٹے وغیرہ ڈالتی تھی تا کہ آپ زخمی ہو جائیں، اور آپ کو

۲۹۸۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۱۱) المسد، الآیۃ:۵، ۶۸۸/۳۰/۱۵

۲۹۹۔ خزائن العرفان، سورۃ (۱۱۱) اللھب، ص۷۱۵

۳۰۰۔ سورۃ الواقعۃ:۵۶/۹۲ تا ۹۴

تکلیف پہنچے۔ ضحاک، عکرمہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہی منقول ہے۔

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے ﴿حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ﴾ سے مراد ہے چغلیاں کھانے والی یا لگائی بجھائی کر کے عداوت کی آگ پھیلانے والی۔

ابن جبیر کا قول ہے: ﴿حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ﴾ یعنی گناہوں کا بوجھ اٹھانے والی۔

شعبی کا قول ہے کہ اُمّ جمیل ایک مضبوط رسّے سے لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر لاتی تھی، ایک روز تھک کر ایک پتھر پر سانس لینے کے لئے ٹھہر گئی، پیچھے سے ایک فرشتہ نے رسّی کھینچ کر اُس کو ہلاک کر دیا۔(۳۰۱)

قتادہ اور ابن المسیّب کا قول ہے کہ اُس کے گلے میں پڑا ہوا قیمتی ہار مراد ہے جس کے بارے میں وہ کہتی تھی کہ لات وعزیٰ کی قسم کہ میں اسے آپ ﷺ کی دشمنی میں ضرور خرچ کروں گی۔(۳۰۲)

روایت میں ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو وہ بڑی برافروختہ ہو کر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی، جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مسجد حرام میں تھے، اور اُس کے ہاتھ میں ایک بڑا پتھر تھا تو وہ بولی مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارے صاحب نے میری ہجو (بد تعریفی، بُرائی) بیان کی ہے تو میں بھی ضرور ایسا کروں گی اور ضرور کر کے رہوں گی، اگر وہ شاعر ہیں تو بھی کہوں گی (بکواس کہنے لگی) تو اللہ تعالیٰ نے اُسے اندھا کر دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ ہی نہ سکی، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو میرے ہمراہ کسی اور کو دیکھتی ہے، تو وہ بولی تم مجھ سے تمسخر کرتے ہو، میں تمہارے علاوہ کسی کو نہیں دیکھ رہی، تو ابوبکر خاموش ہو گئے، اور وہ کہتی ہوئی چلی گئی، قریش کو معلوم ہے کہ میں سردار کی بیٹی ہوں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ مجھے فرشتوں نے اُس سے چُھپا لیا تو وہ مجھے نہ دیکھ سکی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اُس کے شر سے محفوظ رکھا۔(۳۰۲)

ایک قول ہے کہ یہ اس کی ذِلت کی موت کی خبر بھی ہے، کہ وہ اِس حال میں ہلاک ہو کر داخل جہنم ہوگی۔(۳۰۳)

۳۰۱۔ تفسیر المظھری، سورۃ اللھب، ۳۵۳/۱۰

۳۰۲۔ تفسیر روح المعانی، ۶۹۰/۳۰/۱۰

أیضاً تفسیر المظھری، سورۃ اللّھب، ۳۵۳/۱۰

۳۰۲۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۱۱) المسد، الآیۃ: ۵، ۶۸۹/۳۰/۱۰

أیضاً السّیرۃ النبویّۃ، ما لقی رسول ﷺ من قومہ: ۱۰۴/۲

أیضاً تھذیبُ سیرۃ ابن ھشام، ذکر ما لقی رسول ﷺ من قومہ من الأذی، ص۸۲

۳۰۳۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثّلاثون، سورۃ اللّھب، ۱۵۶۰/۷